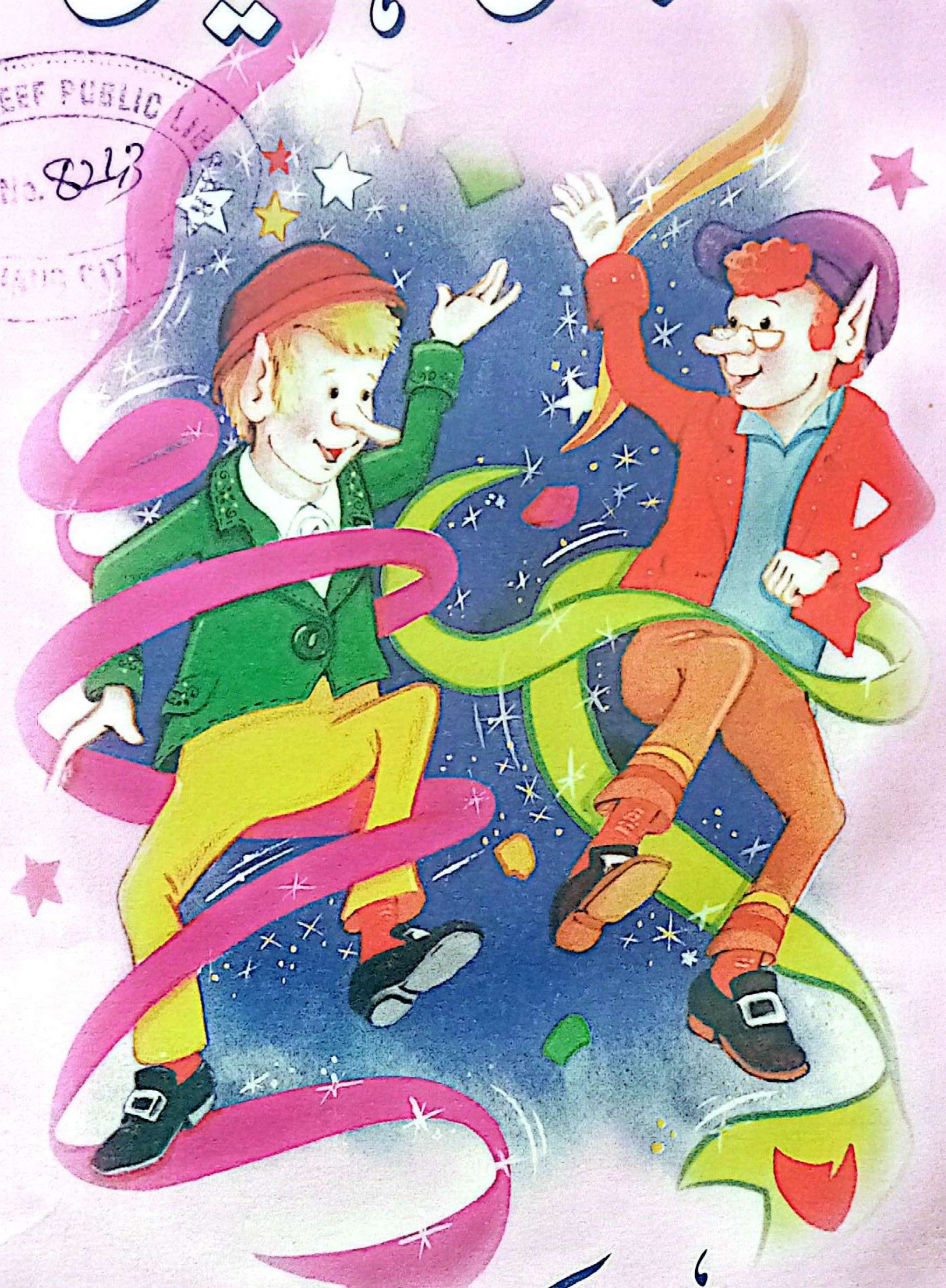
رنگ برنگی کہانیاں



رابعہ بک ہاؤس

الکریم مارکیٹ' اردو بازار' لاہور۔ (پاکستان) فون : 37123555 (042)

ترتیب


1 شمائلہ اور چالاک بھیڑیا


2 جادو کے بیج


3 خوابیدہ حُسن


4 جادو کا شیشہ اور شہزادی


5 بونا گُھمن گھیر


6 سنڈریلا


7 چالاک بلّی


8 آمنہ اور تین بھالو


9 پریاں اور غریب موچی


10 سنہرے بالوں والی لڑکی


11 حسینہ اور درندہ


12 شہزادی اور مٹر

شمائلہ اور چالاک بھیڑیا

کسی دور دراز ملک میں ایک ننھی منّی لڑکی اپنی امّی کے ساتھ رہا کرتی تھی۔ ان کا گھر جنگل کے قریب ہی ایک چھوٹے سے گاؤں میں تھا۔ اس لڑکی کا نام شمائلہ تھا لیکن گاؤں کے تمام لوگ اس کو شمائلہ لال ٹوپی والی کہا کرتے تھے کیونکہ وہ ہر وقت لال رنگ کی ٹوپی پہنے رہتی تھی۔

ایک روز شمائلہ صبح سو کر اُٹھی تو اس کی امی نے کہا ''بیٹی! تمہاری نانی اماں کچھ بیمار ہیں مَیں ایک ضروری کام کی وجہ سے آج انہیں ملنے نہیں جاسکتی۔ ایسا کرو تم جا کر اپنی نانی امّاں کی خیریت دریافت کر آؤ اور اس ٹوکری میں مَیں نے ان کے لئے کچھ پھل رکھ دیئے ہیں یہ اُن کو دے آؤ۔''



شمائلہ جب پھلوں کی ٹوکری لے کر جانے لگی تو اس کی امّی نے آواز دے کر کہا ''دیکھو بیٹی راستے میں کسی اجنبی سے کوئی بات نہ کرنا اور سیدھی نانی امّاں کے گھر جانا۔'' شمائلہ نے کہا ''جی اچھا... امّی۔''



نانی امّاں کا گھر پورا جنگل عبور کرنے کے بعد تقریباً آخری کنارے پر تھا۔ شمائلہ لال ٹوپی والی اُچھلتی کودتی اپنے آپ میں مگن جا رہی تھی کہ ایک بھیڑیے نے اس کا راستہ روک لیا اور پوچھا ''پیاری بچی تم اتنی صبح کہاں جا رہی ہو اور تمہاری اس ٹوکری میں کیا ہے''۔ شمائلہ بولی ''میری نانی اماں بیمار ہیں مَیں ان کی تیمارداری کے لئے جا رہی ہوں۔ تم میرے راستے سے ہٹ جاؤ اور مجھے جانے دو۔ میری امّی نے راستے میں کسی بھی اجنبی سے بات کرنے سے منع کیا تھا۔''



دیکھ کر بہت خوشی ہو رہی ہے ذرا میرے قریب تو آؤ۔ ''شمائلہ نے بیڈ کے
نانی امّاں آپ کی آنکھیں اس قدر بڑی کیسے ہو گئیں۔ ''بھیڑیے نے کہا
''اب شمائلہ بیڈ کے بالکل پاس آ کر بولی'' آپ کے دانت بھی بہت بڑے
اصل آواز میں کہا'' ہاں... مَیں تمہیں کھا جاؤں گا۔'' یہ کہتے ہی بھیڑیا نانی
وہڑپ کر گیا۔



اب اس نے نانی اماں کے کپڑے پہنے اوران کا کمبل اوڑھ کر بستر پر لیٹ گیا۔ کچھ دیر گزری تھی کہ شمائلہ وہاں آ پہنچی۔ شمائلہ نے دروازے پر دستک دی تو چالاک بھیڑیے نے نانی اماں کی آواز کی نقل کرتے ہوئے پوچھا ''کون ہے؟'' شمائلہ بولی ''یہ مَیں ہوں نانی اماں... شمائلہ لال ٹوپی والی۔'' بھیڑیے نے نانی اماں کی آواز میں کہا ''اندر آ جاؤ بیٹی... دروازے کو کنڈی نہیں لگی ہوئی۔''

شمائلہ دروازہ کھول کر خوش خوش گھر کے اندر داخل ہوئی اور بولی ''نانی اماں مجھے ا خیریت دریافت کرنے بھیجا ہے اور اس ٹوکری میں انہوں نے آپ کے لئے کچھ پھل بھجو کرتے کرتے شمائلہ کی نظر جب نانی امّاں پر پڑی تو حیرت زدہ ہو کر پوچھنے لگی۔ ''آپ کے کا اتنے بڑے کیوں ہیں۔''



ندر آجاؤ''. بھیڑیے نے دروازہ کھولا اور ایک ہی جست میں نانی اماں

ور پلک جھپکتے میں نانی اماں کو نگل گیا۔

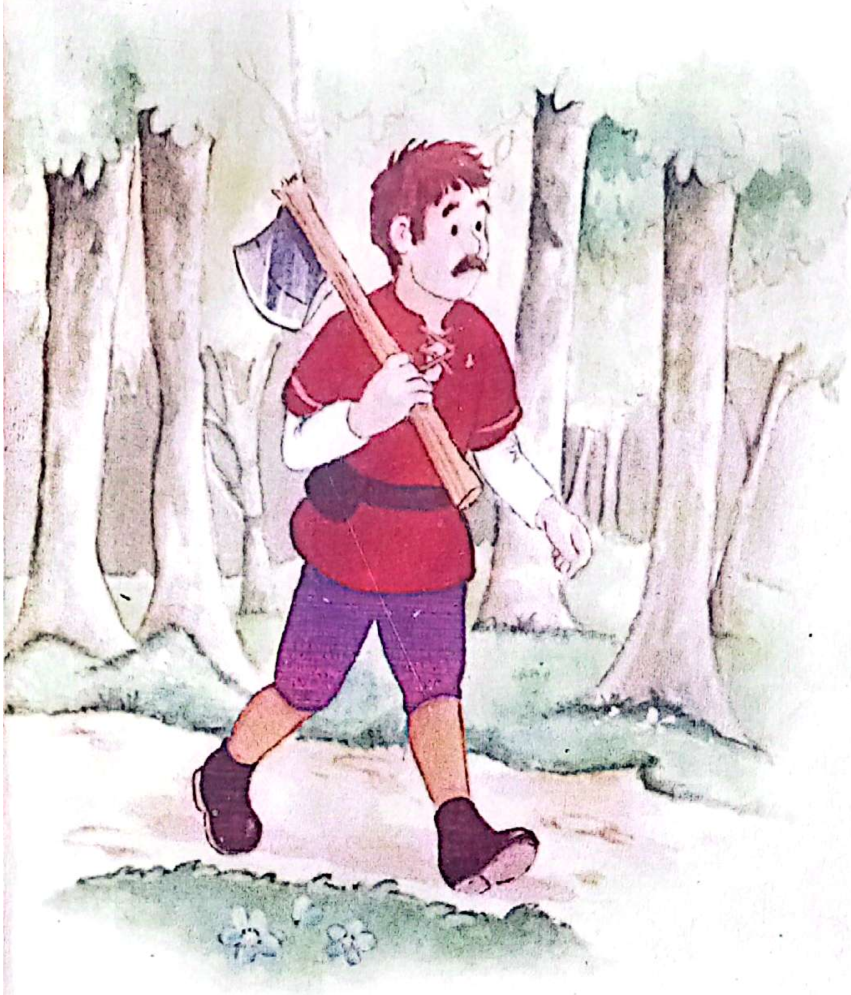




بھیڑیے نے کہا ٹھیک ہے چلی جاؤ لیکن میرا خیال ہے کہ اگر تم نانی اماں کے لئے ان جنگلی پھولوں کا ایک گلدستہ بنا کر لے جاؤ تو وہ بہت خوش ہوں گی۔'' شمائلہ کو یہ تجویز پسند آئی اور وہ جنگلی پھول توڑنے لگی۔

بھیڑیا بھاگم بھاگ نانی اماں کے دروازے پر پہنچا اور دروازے پر ہلکی سی دستک دی اندر سے نانی اماں نے پوچھا ''کون ہے؟'' چالاک بھیڑیے نے آواز بدل کر کہا ''یہ مَیں ہوں نانی اماں... شمائلہ لال ٹوپی والی''۔





شمائلہ اور نانی امّاں کو کھا کر بھیڑیا اسی جھونپڑی میں لیٹ کر سو گیا۔ ادھر ایک لکڑہارا جنگل میں لکڑیاں کاٹنے جا رہا تھا۔ اچانک اسے یاد آیا کہ بوڑھی نانی امّاں کافی دن سے بیمار ہیں۔ لکڑہارے نے سوچا کیوں نہ مَیں جنگل میں لکڑیاں کاٹنے سے پہلے نانی امّاں کو ملتا جاؤں۔ یہ سوچ کر وہ نانی امّاں کے گھر جا پہنچا۔ وہاں اس نے دیکھا کہ نانی امّاں کے بستر پر ایک نہایت خونخوار قسم کا بھیڑیا سو رہا ہے



جب کہ وہ خود گھر میں نہیں ہیں۔ بھیڑیے کا پھولا ہوا پیٹ دیکھ کر لکڑہارا سمجھ گیا کہ نانی امّاں کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ اس نے تیزی سے لکڑیاں کاٹنے والا کلہاڑا نکالا اور ایک ہی وار میں بھیڑیے کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ بھیڑیے کا پیٹ پھٹتے ہی نانی امّاں اور شمائلہ باہر آ گریں۔ لکڑہارا یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ دونوں صحیح سلامت تھیں۔

شمائلہ اور اس کی نانی امّاں نے لکڑہارے کا شکریہ ادا کیا۔ اور شمائلہ خوش خوش اپنے گھر واپس روانہ ہوگئی
لیکن اس دن کے بعد کبھی شمائلہ نے کسی اجنبی سے بات نہ کی۔



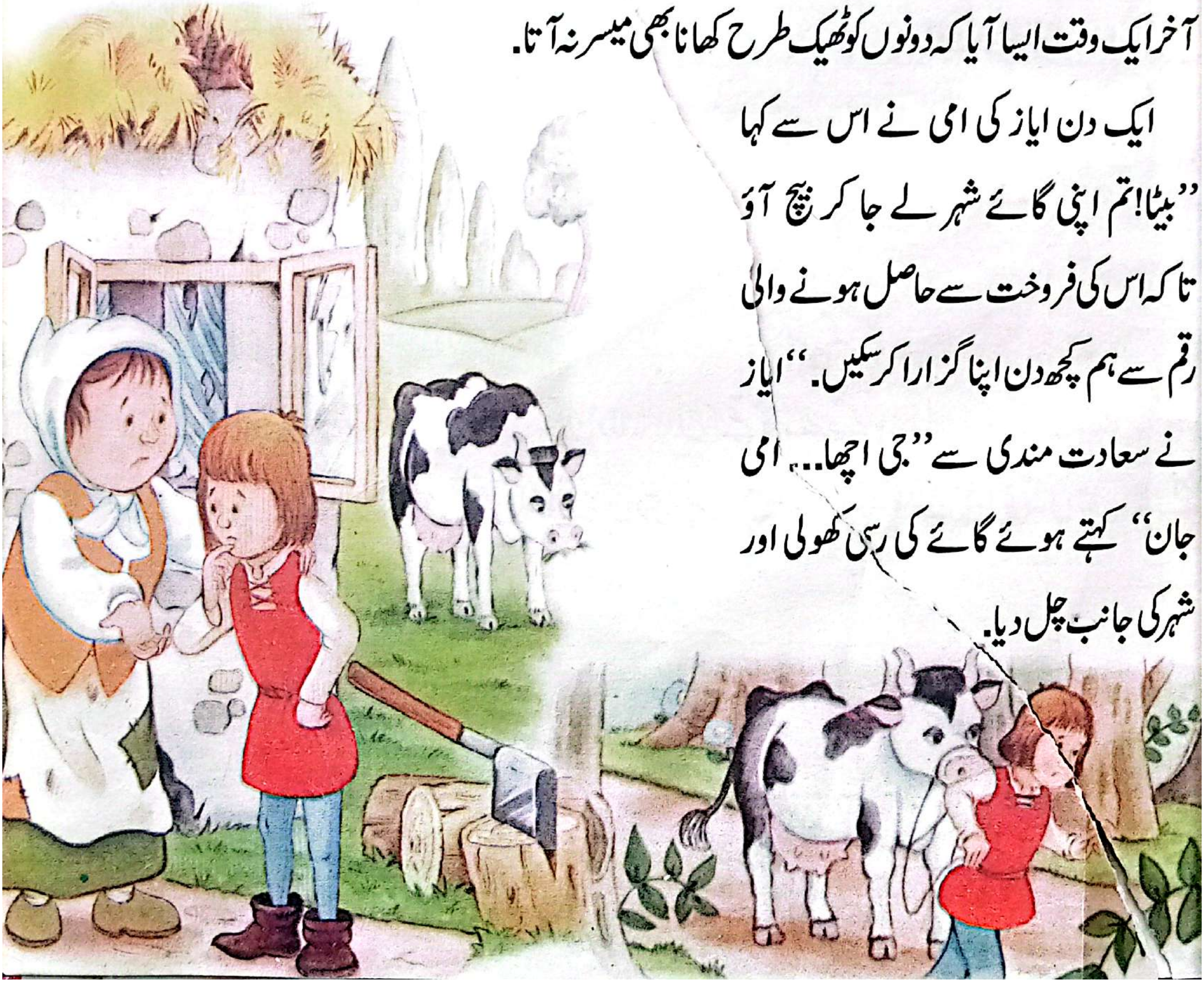


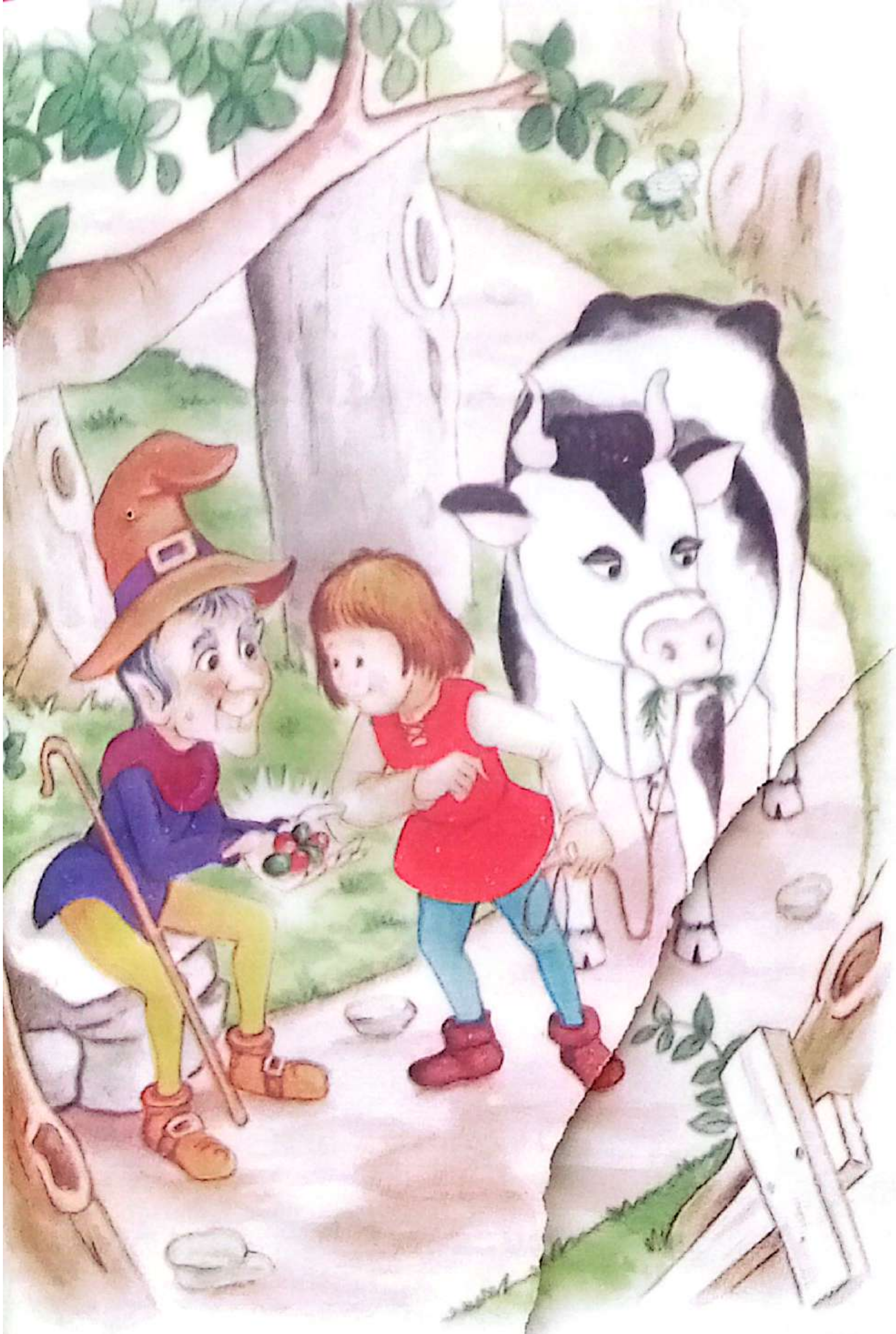
جادو کے بیج

ایاز اپنے والدین کے ساتھ ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہتا تھا۔ اس کی عمر اس وقت دس سال تھی۔ کچھ عرصہ پہلے ایک خوفناک جن نے اس کے والد کو قتل کر کے ان کی ساری دولت لوٹ لی۔ اب ایاز اور اس کی والدہ اکیلے رہ گئے۔ ایاز کی والدہ لوگوں کے گھروں میں کام کرتیں اور وہاں سے جو کچھ مل جاتا دونوں ماں بیٹا اس میں اپنا گزارا کر لیتے۔

پھر ایسا ہوا کہ ایاز کی امی کی طبیعت خراب رہنے لگی اب وہ زیادہ گھروں میں کام بھی نہیں کر سکتی تھیں۔ آخر ایک وقت ایسا آیا کہ دونوں کو ٹھیک طرح کھانا بھی میسر نہ آتا۔

ایک دن ایاز کی امی نے اس سے کہا ''بیٹا! تم اپنی گائے شہر لے جا کر بیچ آؤ تاکہ اس کی فروخت سے حاصل ہونے والی رقم سے ہم کچھ دن اپنا گزارا کر سکیں۔'' ایاز نے سعادت مندی سے ''جی اچھا... امی جان'' کہتے ہوئے گائے کی رسی کھولی اور شہر کی جانب چل دیا۔





ایاز نے ابھی آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ اس کو ایک شخص نے آواز دے کر روکا اور پوچھنے لگا ''تم اتنی اچھی گائے لے کر کہاں جا رہے ہو۔'' ایاز نے کہا ''مَیں اس کو فروخت کرنے قریبی شہر لے جا رہا ہوں۔'' اجنبی شخص نے کہا ''اگر تم یہ گائے مجھے دے دو تو مَیں تمہیں اس کے بدلے یہ جادو کے بیج دوں گا۔''

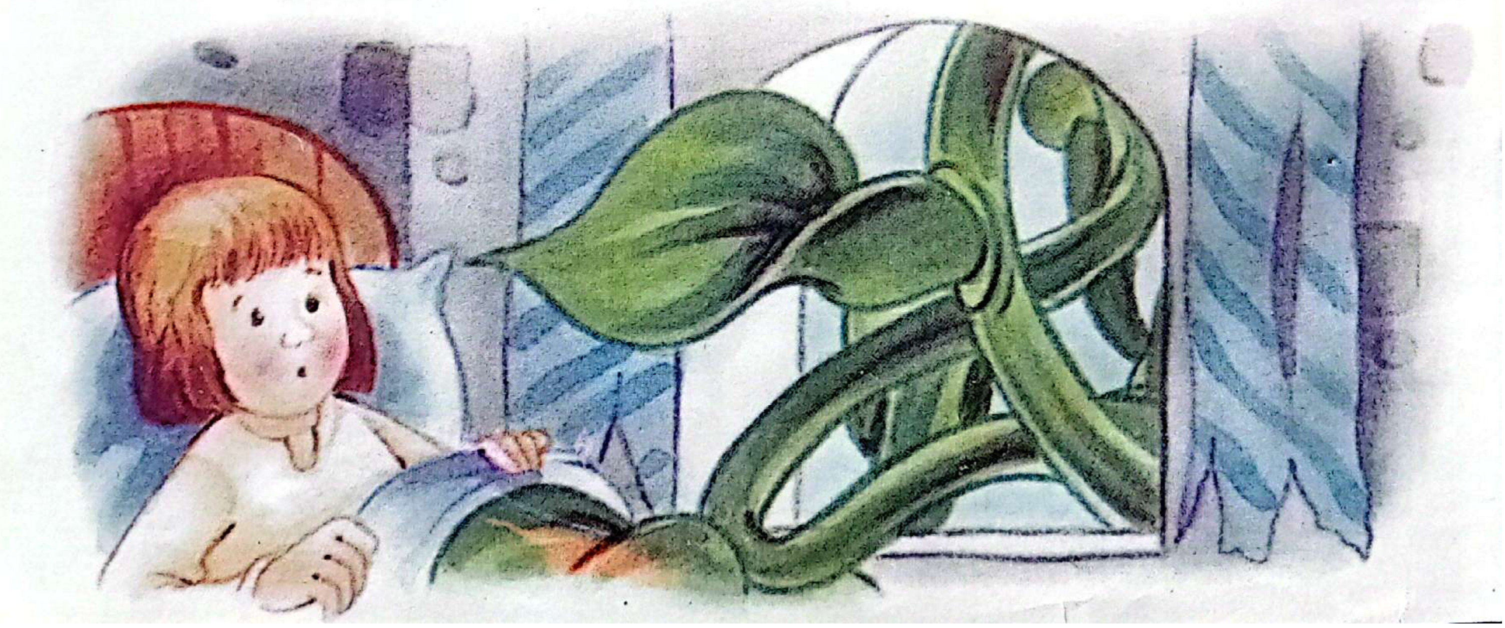
ایاز نے پس وپیش کی تو اجنبی بولا ''مَیں یقین دلاتا ہوں کہ تم گائے کے بدلے جادو کے بیج لے کر بہت فائدے میں رہو گے۔'' ایاز نے اس شخص کو گائے کی رسی پکڑاتے ہوئے جادو کے بیج اپنی مٹھی میں دبا لئے اور گھر کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔





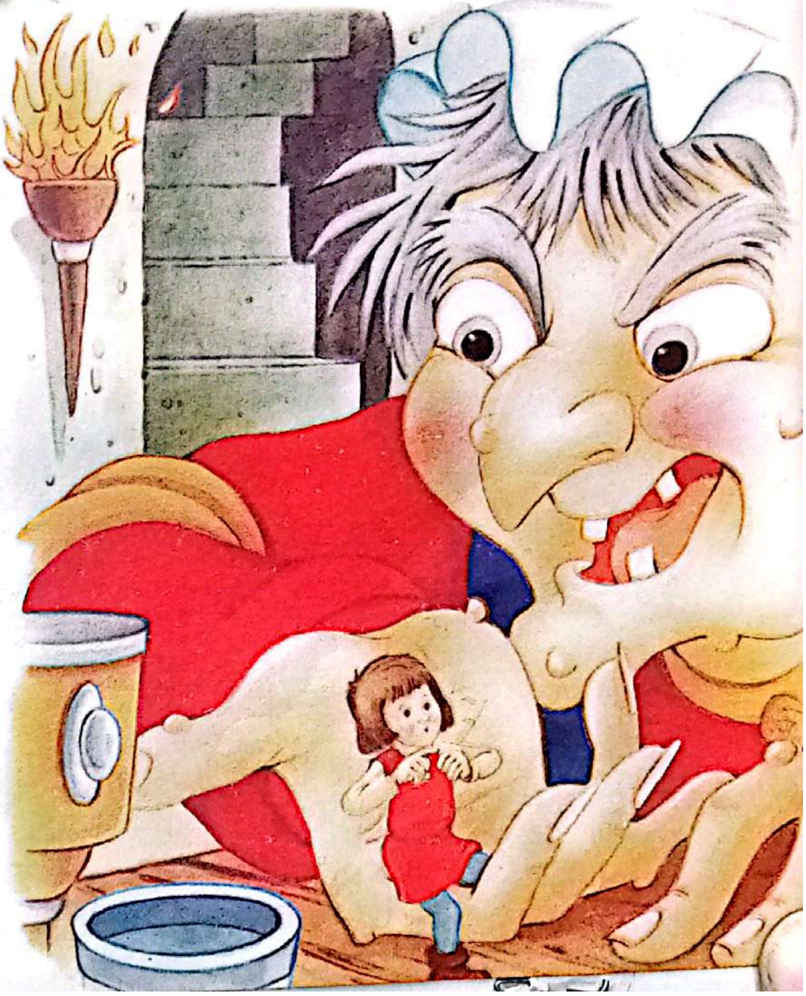
گھر کے دروازے پر پہنچ کر اس نے اپنی
ں کو زور زور سے آوازیں دینی شروع کر
۔ اس کی امی نے کمرے سے باہر آتے
ئے پوچھا ''تم اتنی جلدی گائے فروخت
کر آئے۔'' تو ایاز نے بتایا کہ اس نے جادو
کے بیجوں کے بدلے گائے دے دی ہے۔
یہ سن کر اس کی امی بہت خفا ہوئیں اور انہوں
نے غصے میں جادو کے بیج پھینک دیئے۔ ایاز
روتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا اور کچھ دیر
یونہی روتے روتے سو گیا۔

ایاز جب سو کر اُٹھا تو اسے بہت بھوک لگی ہوئی تھی۔ اچانک اس کی نظر کھڑکی سے باہر گئی تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کمرے کی دیوار کے ساتھ ایک انتہائی خوبصورت بیل اُگی ہوئی تھی۔





بیل اتنی اونچی تھی کہ اس کا اُوپر والا حصہ آسمان کے اندر جاتا محسوس ہوتا تھا۔ ایاز خوشی سے چلاتے ہوئے بیل کے اوپر چڑھنے لگا۔ اس کی امی نے اسے روکنے کی بہت کوشش کی لیکن اس نے ایک نہ سنی اور بیل کے اوپر مسلسل چڑھتا چلا گیا۔ کافی دیر بعد اسے محسوس ہوا کہ آگے ایک دروازہ ہے۔ ایاز اس دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔



اچانک ایک بہت بڑے ہاتھ نے ایاز کو اُٹھا لیا اور گرجدار آواز آئی ''لڑکے تم کون ہو... یہاں کیا کرنے آئے ہو۔'' آواز سن کر ایاز ڈر گیا اور خوفزدہ انداز میں کہنے لگا ''میرا نام ایاز ہے مَیں بہت تھک گیا ہوں اور مجھے بھوک بھی بہت لگی ہے۔ کیا تم مجھے کچھ کھانے کے لئے دے سکتی ہو۔''



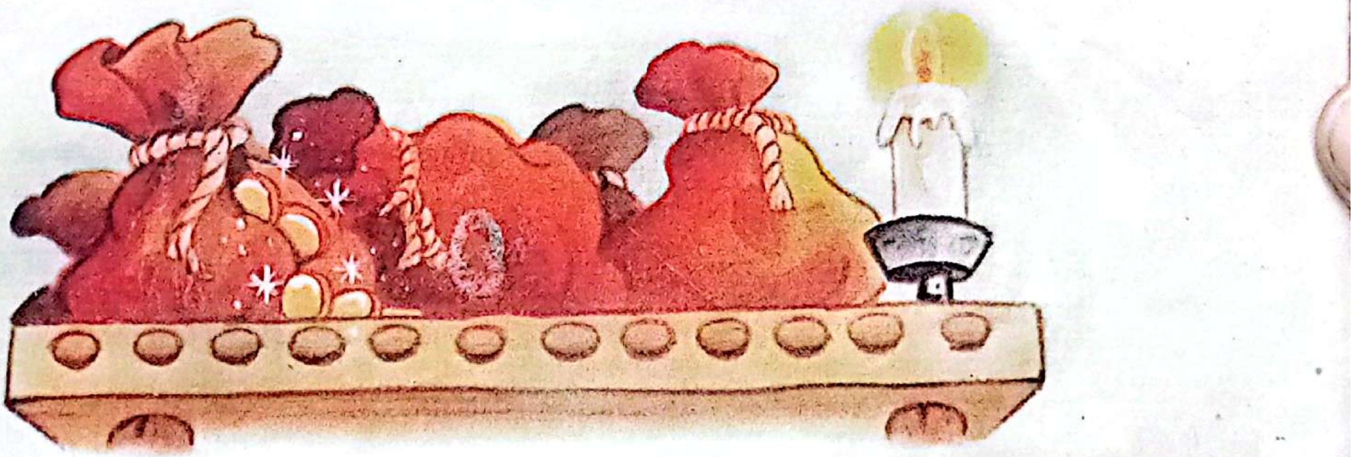
وہ بہت بڑا تھا۔ دراصل جن کی بیوی
کا تھا۔ جن کی بیوی بولی ''خبردار آہستہ
بولو... میرے خاوند کو انسان پسند نہیں
وہ انہیں دیکھتے ہی کھا جاتا ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے ایاز کو ڈبل روٹی اور جام کھانے کو دیا۔ ابھی وہ کھا کر فارغ
ہوا ہی تھا کہ جن کی بیوی بولی جلدی سے اس الماری کے اندر چھپ جاؤ میرا خاوند آ رہا ہے۔ ایاز بھاگ کر
الماری کے اندر گھس گیا۔





جن نے کمرے میں داخل ہوتے ہی
زور دار آواز میں کہا ''ہی! ہی! ہی! . . .
ہا! ہا! ہا!... ہو! ہو! ہو!... مجھے انسان کی بُو
آرہی ہے... جلدی بلاؤ کدھر ہے وہ...
مَیں اس کو کھا جاؤں گا... مجھے بہت بھوک
لگی ہے۔'' جن کی بیوی بولی سرتاج آپ کو
کبھی کبھی وہم ہونے لگتا ہے۔ ہمارے گھر
کوئی انسان کیسے آسکتا ہے۔ اور ہاں کھانا
تیار ہے مَیں نے میز پر لگا دیا ہے آپ سکون
سے کھانا کھائیں۔

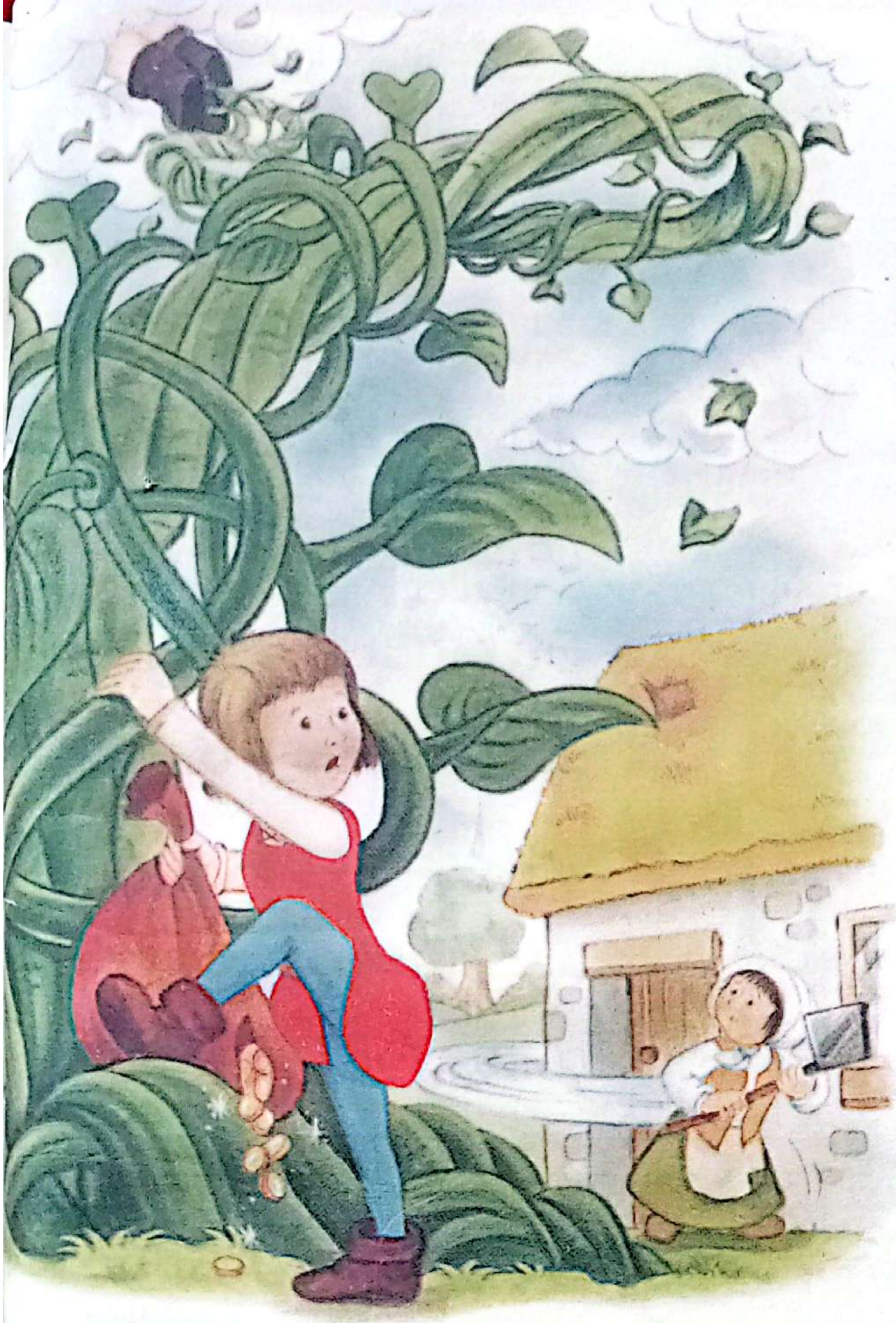
کھانا کھا کر جن نے کہا ''بیگم ذرا میرا خزانہ لے کر آؤ... مَیں اسے دیکھتا ہوں تو مجھے بہت خوشی ہو
ہے... مَیں سونے سے پہلے اپنا خزانہ دیکھنا چاہتا ہوں۔'' جن کی بیوی خزانہ لے کر آئی تو ایاز نے المار
کے اندر سے جھانک کر دیکھا اور حیران رہ گیا کیونکہ خزانے کے اس ڈھیر میں سونے چاندی کے وہ سکّے بھ
تھے جو جن نے ان کے گھر سے لوٹے تھے۔





کچھ دیر بعد جن گہری نیند سو گیا تو ایاز نے سوچا
موقع اچھا ہے اب الماری سے نکلنا چاہیے۔ یہ
سوچ کر وہ الماری سے نکلا اور تیزی سے اس میز
کی طرف گیا جس پر دولت کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔
ایاز نے جلدی جلدی ساری دولت تھیلے میں
بھری اور بھاگ کھڑا ہوا۔ اچانک اس کا پاؤں
راستے میں پڑی کسی چیز سے ٹکرایا... کھڑ کے
کی آواز سن کر جن کی بیوی نے اسے دیکھ لیا اور
آواز دی "او لڑکے ٹھہر... یہ دولت کہاں لے جا
رہا ہے۔" بیوی کی آواز سن کر جن بھی بیدار ہو گیا
اور لڑکے کے پیچھے بھاگنے لگا۔ اب ایاز تیزی
سے بھاگتے ہوئے بیل تک آیا اور نیچے اترنے
لگا۔ جن متواتر اس کا پیچھا کر رہا تھا۔ لیکن بھاری جسم کی وجہ سے اسے نیچے آنے میں دشواری پیش آ رہی تھی۔
اور وہ ایاز سے کافی پیچھے رہ گیا تھا۔

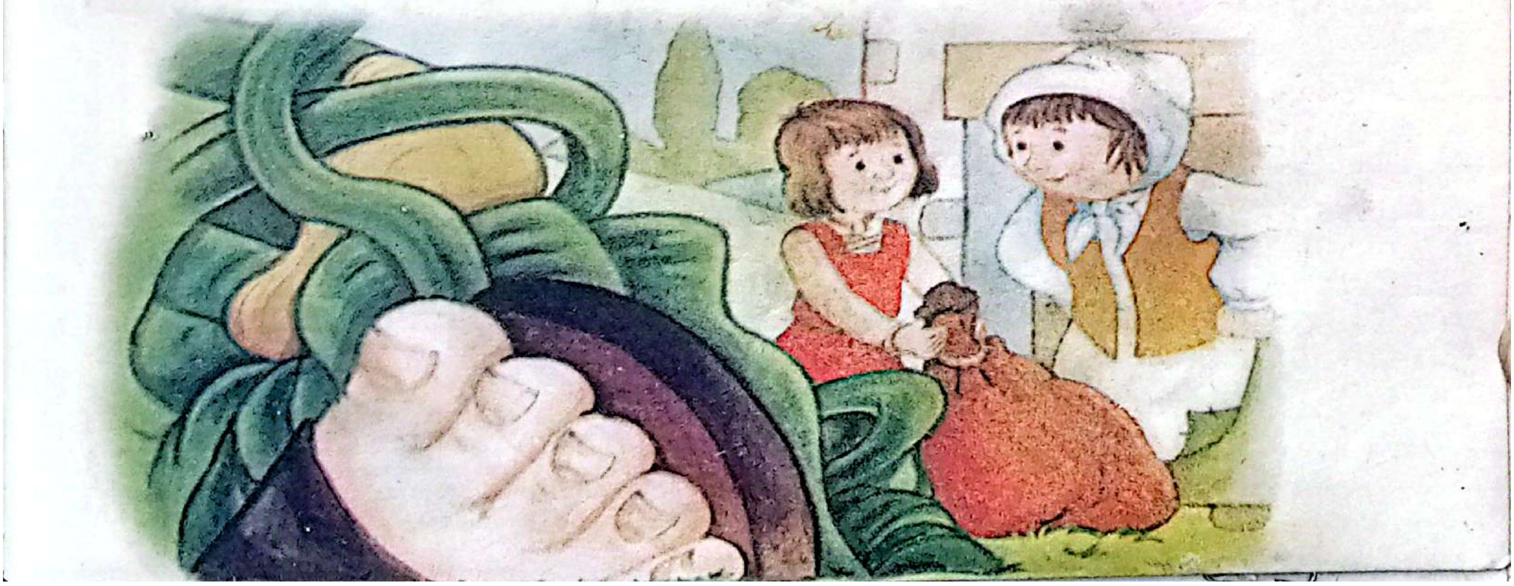




گھر کے قریب پہنچ کر ایاز نے اپنی امی کو آواز دی ''امی امی جان... جلدی سے کلہاڑا لے کر آئیں۔'' ایاز جب زمین پر پہنچا تو جن ابھی کافی اوپر تھا۔ اس نے جلدی سے کلہاڑا لے کر بیل کا تنا کاٹ دیا جن زور دار آواز کے ساتھ منہ کے بل زمین پر گرا اور مر گیا۔

ایاز اور اس کی امی کو ان کی دولت واپس مل گئی اب وہ دونوں ہنسی خوشی رہنے لگے۔





لاڈلی شہزادی

گزرے وقتوں کی بات ہے کسی دور ملک پر ایک بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ وہ بہت رحم دل تھا۔ اسی وجہ سے اس کی رعایا اس سے بہت خوش تھی۔ بادشاہ اور ملکہ اکثر اداس رہتے کیونکہ ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ آخر کافی دُعاؤں کے بعد اللہ تعالیٰ نے ملکہ کو ایک انتہائی خوبصورت بیٹی عطا کی۔

بادشاہ نے شہزادی کی پیدائش پر پورے ملک میں بہت بڑے جشن کا اہتمام کیا اور ملک کے تمام لوگوں کو مدعو کیا۔ اس ملک میں کچھ پریاں بھی رہتی تھیں۔ بادشاہ نے ان سات پریوں کو بھی مدعو کر لیا۔

دعوت والے دن سات کی بجائے آٹھ پریاں موجود تھیں دراصل ایک بہت ہی بوڑھی پری کو بہت دنوں سے کسی نے بھی نہیں دیکھا تھا۔ اس لئے سب سمجھے کہ وہ مر چکی ہے۔ اسی وجہ سے بادشاہ نے اسے نہ بلایا۔





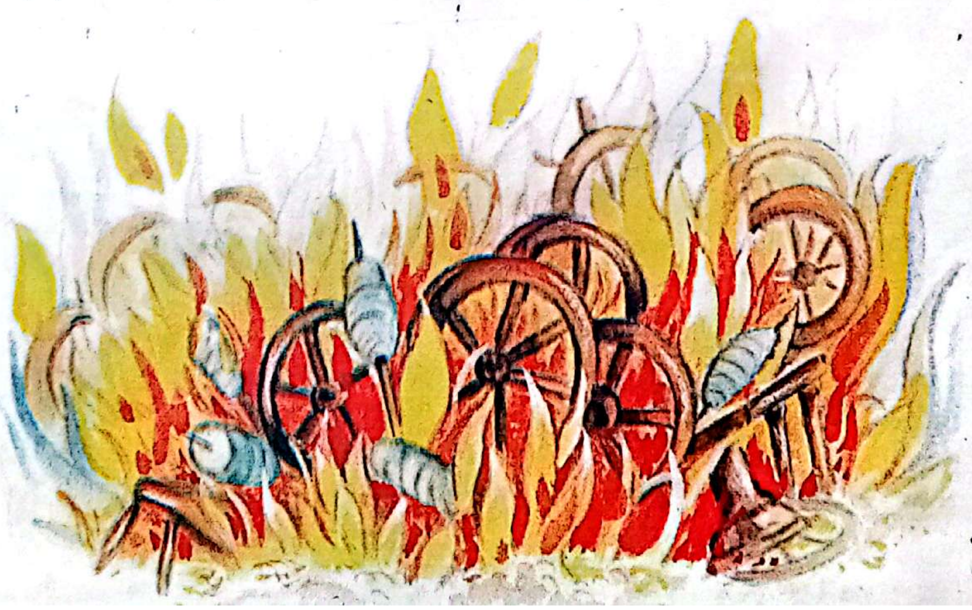
جب تمام لوگوں نے شہزادی کو تحائف دیئے تو ایک پری آگے بڑھی اور بولی ''مَیں شہزادی کو حسن کا تحفہ دیتی ہوں۔'' دوسری نے کہا ''مَیں اسے دیانت کا تحفہ پیش کرتی ہوں۔'' تیسری پری بولی ''میری طرف سے شہزادی کے لئے شان شوکت کا تحفہ ہے۔ چوتھی پری نے اپنی باری آنے پر شہزادی کو خوبصورت ناچ کا تحفہ دیا۔ پانچویں پری نے خوبصورت آواز جبکہ چھٹی پری نے موسیقی کا تحفہ پیش کیا۔ قبل اس کے کہ ساتویں پری شہزادی کو تحفہ دے بوڑھی پری غصے کی حالت میں آگے بڑھی اور بولی شہزادی کو چرخے کا تکلہ چبھے گا اور وہ مر جائے گی۔''





بادشاہ اور ملکہ یہ سن کر
رونے لگے اور تمام رعایا غمگین
ہو گئی. اتنی دیر میں ساتویں
پری آگے آئی اور بولی میری
طرف سے یہ تحفہ ہے کہ
شہزادی مرے گی نہیں بلکہ سو
سال کے لئے گہری نیند سو
جائے گی اور سو سال بعد ایک
خوبصورت شہزادہ آ کر اس کو
نیند سے بیدار کرے گا.

بادشاہ نے اپنے ملک سے تمام چرخے ختم کروا دیے تا کہ شہزادی کو بچایا جا سکے.





سال پر سال بیت گئے یہاں تک کہ شہزادی سولہ سال کی ہوگئی
اس دن شہزادی کی سولہویں سالگرہ کا جشن اپنے پورے عروج پر
تھا جب شہزادی محل کی چھت پر ہوا خوری کے لئے گئی۔ وہاں اس
نے دیکھا ایک بہت ضعیف عورت چرخہ کات رہی تھی ۔
شہزادی نے کیونکہ چرخہ کبھی نہیں دیکھا تھا اس لئے حیرت سے تکنے لگی۔ بوڑھی عورت نے کہا بیٹی یہاں آؤ...
یہ لو... اسے خود چلا کر دیکھو۔'' یہ سن کر شہزادی بوڑھی عورت کے پاس جا بیٹھی اور جیسے ہی اس نے چرخے کو ہاتھ لگایا اس کا تکلہ شہزادی کی انگلی میں لگا اور وہ گہری نیند سوگئی۔



بادشاہ اور ملکہ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو دونوں بہت پریشان ہوئے۔ ملکہ کہنے لگی اب ہم اپنی بیٹی کے بغیر کیا کریں۔ بادشاہ نے شہزادی کو اس کی خواب گاہ میں آرام دہ بستر پر لٹا دیا۔

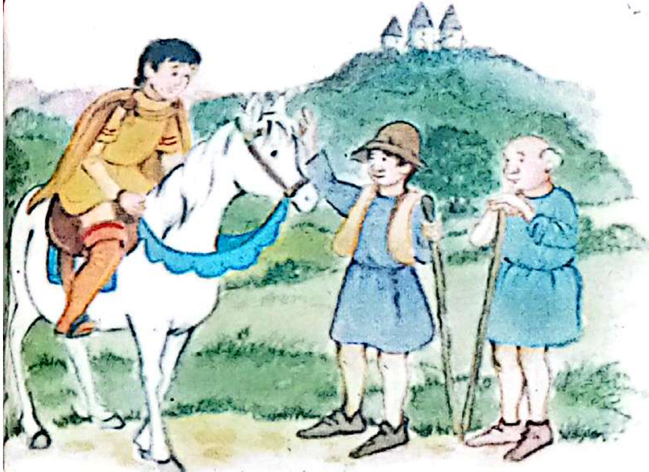
ادھر جب ساتویں پری کو معلوم ہوا کہ شہزادی سو سال کے لئے سوگئی ہے تو وہ سوچنے لگی شہزادی جب نیند



ے بیدار ہو گی تو اس زمانے
ں اس کو کوئی بھی نہیں جانتا ہو
۔ یہ سوچ کر اس نے پورے
ل پر جادو کر دیا۔ اس جادو کی
ہ سے محل میں موجود تمام
اندار سو گئے حتیٰ کہ شہزادی کا
لتو کتا جو اس کی خواب گاہ
کے دروازے پر بیٹھا تھا وہ بھی
ہیں سو گیا۔

پری نے جادو کے
ریعے محل کے گرد اونچی اونچی
یواریں بنا دیں اور ان
یواروں کے ساتھ لمبے لمبے
رخت اور بیلیں اُگا دیں تاکہ
کوئی محل میں داخل نہ ہو سکے۔

ایک روز ہمسایہ ملک کا شہزادہ شکار کھیلتا ہوا اس طرف آنکلا اس نے محل دیکھا تو پوچھا یہ کس کا محل ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ جادو کا محل ہے اس کے اندر ایک



شہزادی سو سال سے سو رہی ہے۔ جو شخص بھ اس کے اندر جانے کی کوشش کرتا ہے وہ زن واپس نہیں آتا۔

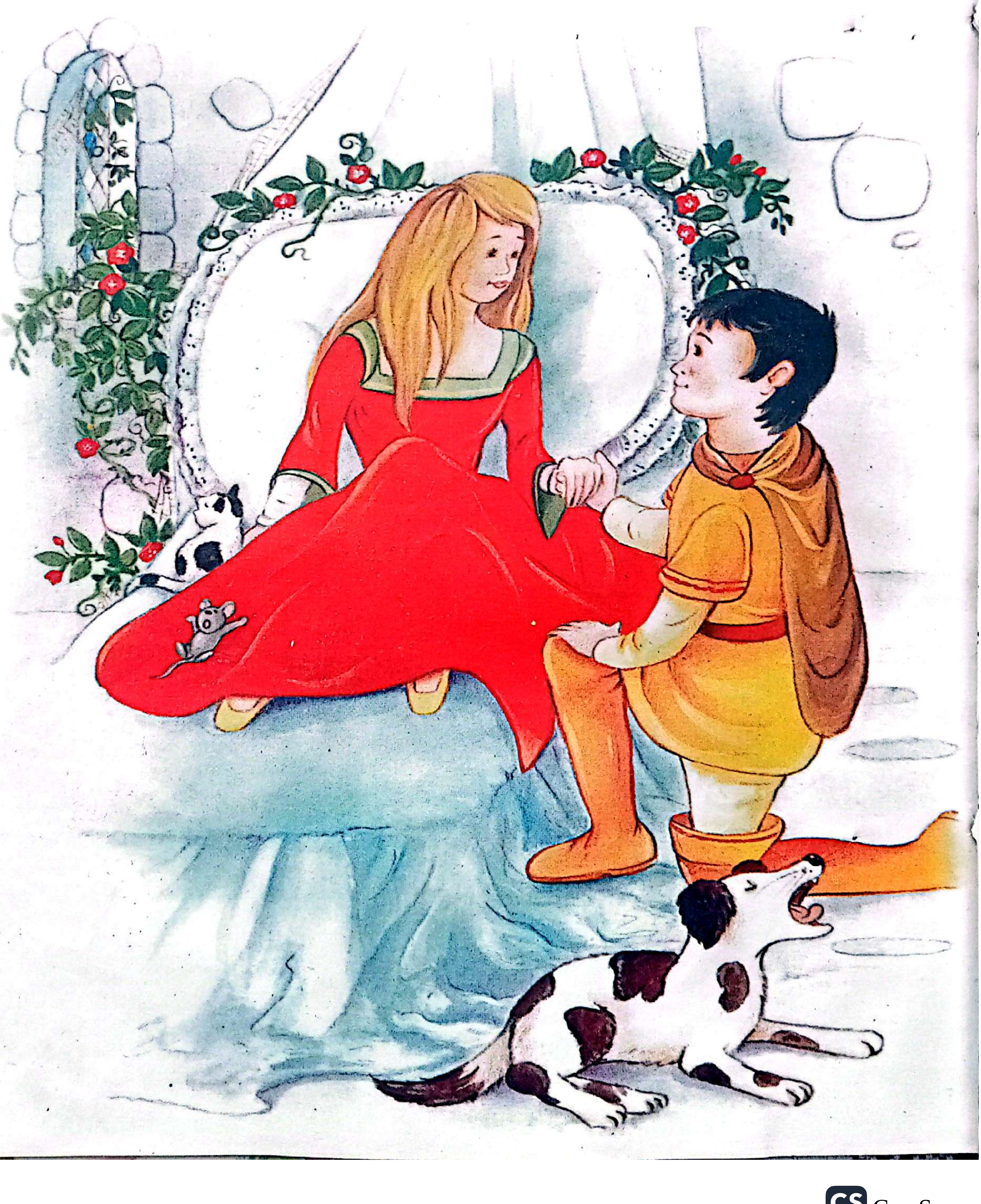
شہزادے نے کہا "مَیں ضرور اس محل میں جاؤں گا اور اس کا راز جاننے کی کوشش کرو گا۔" لوگوں کے بہت سمجھانے کا بھی شہزاد پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ محل کی طرف چل پڑا۔ محل کے قریب پہنچ کر شہزادے نے جونہی درختو اور بیلوں کی شاخوں کو ہٹانے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا وہ خود بخود ہٹتی چلی گئیں او شہزادے کو راستہ ملتا گیا۔ شہزادہ یہ دیکھ کر بہت حیران ہوا۔



چلتے چلتے شہزادہ محل کے دروازے پر پہنچ گیا۔ اس نے ابھی دروازے پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ دروازہ بھی خود بخود کھل گیا شہزادہ دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔



شہزادے نے ابھی بات پوری کی ہی تھی کہ زوردار جھماکہ ہوا۔ تیز ہوا چلنے لگی۔ اور شہزادی نے کسمسا کر نکھیں کھول دیں۔ اس کے ساتھ ہی محل میں سوئے ہوئے تمام جاندار جاگ گئے۔ کیونکہ اب جادو کا اثر ختم و چکا تھا۔



بادشاہ اور ملکہ اپنی بیٹی کو مل کر بہت خوش ہوئے۔ سب نے مل کر شہزادی کی سولہویں سالگرہ منائی کیونک
سال گزرنے کے باوجود سب لوگوں کی عمریں وہی تھیں جوان کے سونے سے پہلے تھیں۔

شہزادی اور شہزادہ خوشی سے جھومتے رہے۔ کچھ دن بعد دونوں کی دھوم دھام سے شادی ہوگئی اور شہ
پنی شہزادی کو لے کر اپنے ملک روانہ ہوگیا جہاں دونوں ہنسی خوشی رہنے لگے۔



جادو کا شیشہ اور شہزادی

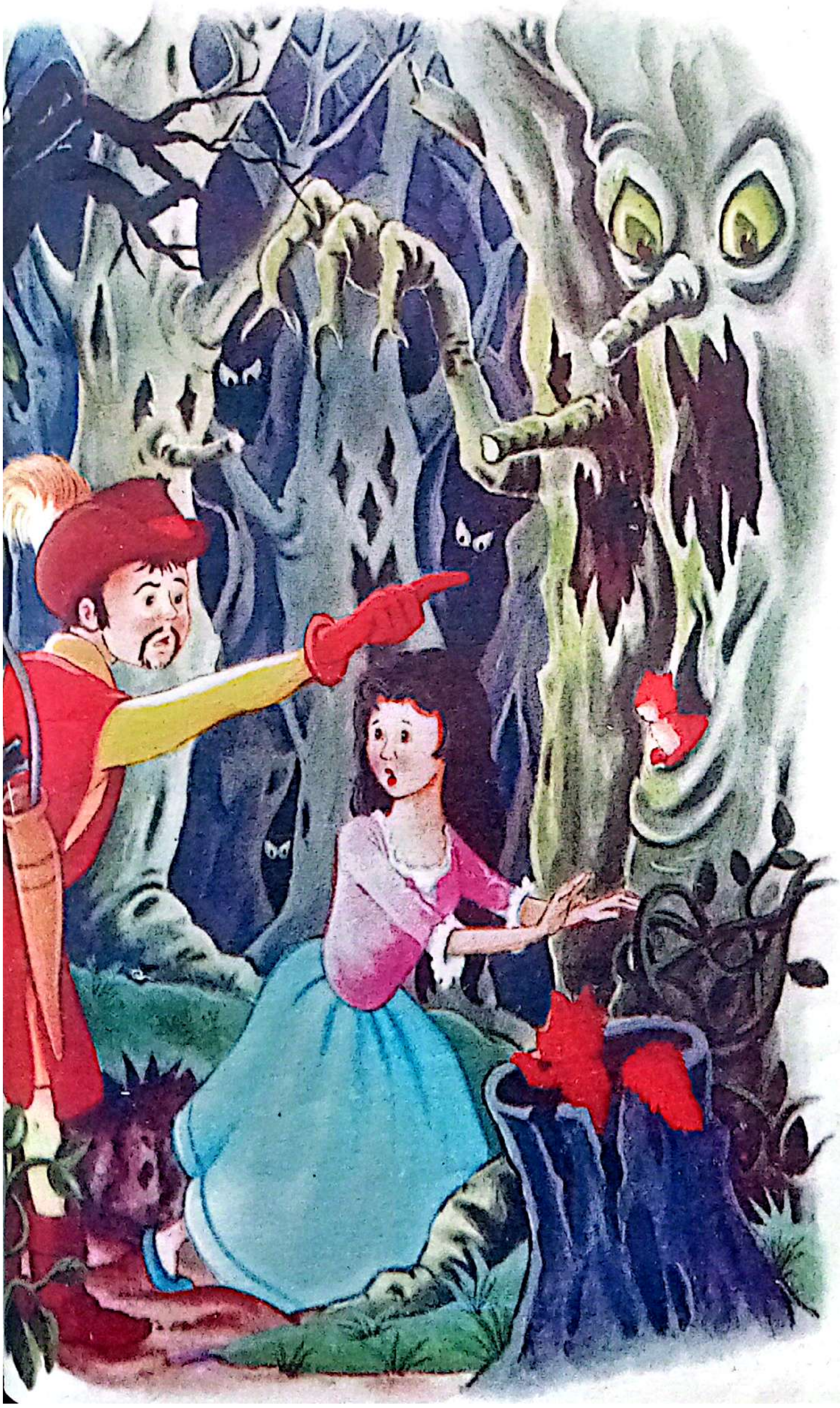
بہت عرصہ ہوا ایک ملک پر بادشاہ حکومت کیا کرتا تھا۔ اس بادشاہ کی ایک بیٹی تھی۔ شہزادی بہت خوبصورت تھی۔ اس کا نام ھُما تھا۔ ھُما ابھی چھوٹی سی تھی کہ ملکہ کا انتقال ہو گیا۔ اور بادشاہ نے کچھ دنوں بعد دوسری شادی کر لی۔ بادشاہ کی دوسری بیوی بھی خوبصورت تھی اور وہ تھوڑی سی مغرور بھی تھی۔

نئی ملکہ کے پاس ایک جادو کا شیشہ تھا۔ ملکہ روزانہ صبح اُٹھ کر تیار ہوتی اور جادو کے شیشے سے پوچھتی "شیشے شیشے ذرا یہ تو بتاؤ اس دنیا میں سب سے خوبصورت کون ہے؟" شیشہ جواب دیتا "بے شک ملکہ عالیہ آپ ہی سب سے خوبصورت ہیں۔" یہ جواب سن کر ملکہ بہت خوش ہوتی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ھُما بڑی ہوتی گئی۔ اور اس کی خوبصورتی میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔

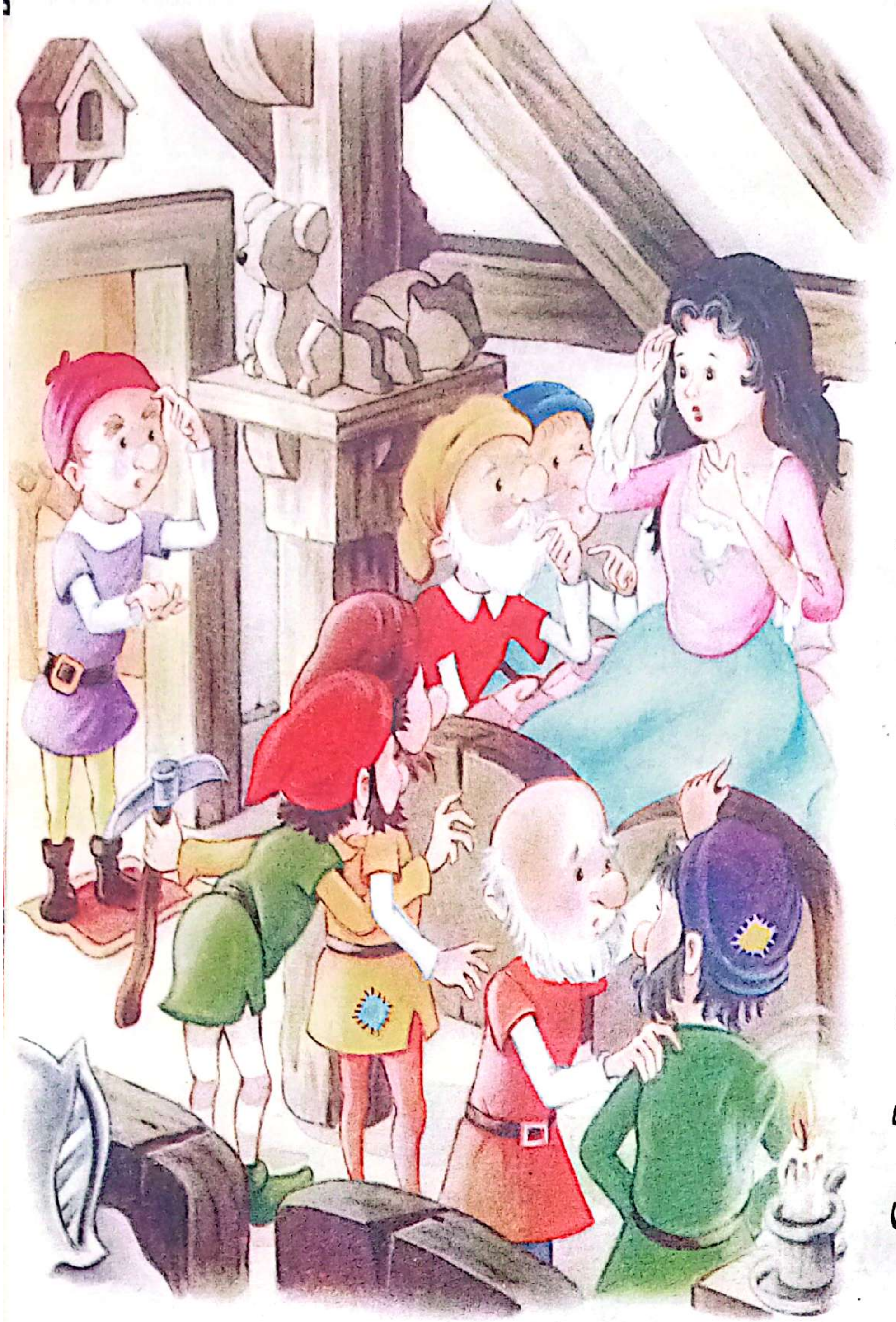




ایک روز ایسا ہوا کہ ملکہ نے حسبِ معمول جب شیشے سے پوچھا کہ سب سے خوبصورت کون ہے تو شیشے نے اس کو جواب دیا کہ ملکہ عالیہ بے شک آپ سب سے خوبصورت تھیں لیکن اب آپ کی سوتیلی بیٹی ھُما سب سے خوبصورت ہے۔ شیشے کا جواب سُن کر ملکہ غصے سے آگ بگولا ہوگئی۔ اس نے اپنے خاص ملازموں کو بلا کر حکم دیا کہ شہزادی ھُما کو دور جنگل میں لے جا کر قتل کر دیں۔



ملازم ھُما کو لے کر جنگل چلے گئے۔ جنگل پہنچ کر شہزادی کو قتل کرنے لگے تو ان کو اس پر بہت ترس آیا۔ ایک ملازم نے اپنے ساتھیوں سے کہا "کیوں نہ ہم شہزادی ھُما کو چھوڑ دیں۔" یہ سن کر باقی ملازموں نے ھُما سے کہا تم اس جنگل میں کہیں بھاگ جاؤ اور واپس اپنے ملک میں نہ آنا ورنہ ملکہ تمہارے ساتھ ساتھ ہمیں بھی مروا دے گی۔ شہزادی نے جان بخشی پر ملازموں کا شکریہ ادا کیا اور گھنے جنگل کے اندر ایک سمت چل پڑی۔



کچھ دور جا کر ھُما کو ایک چھوٹی سی ھونپڑی نظر آئی. ھُما اس جھونپڑی میں اخل ہوگئی. اس نے اندر جا کر دیکھا کہ گھر ں کوئی ذی روح موجود نہیں تھا. گھر کے ندر ایک چھوٹی سی میز رکھی تھی اور اس میز کے گرد سات چھوٹی چھوٹی کرسیاں رکھی تھیں. جبکہ اس گھر کے ایک بیڈ روم میں چھوٹے چھوٹے سات بیڈ لگے ہوئے تھے. شہزادی وہاں لیٹ کر سوگئی.

کافی وقت گزرنے کے بعد شہزادی ھُما نیند سے بیدار ہوئی تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ سات چھوٹے چھوٹے آدمی اس کے گرد کھڑے اسے دیکھ رہے تھے.

وہ سات بونے تھے. جو ایک ہیرے کی کان میں کام کرتے تھے اور اب کام سے چھٹی کر کے واپس تھے. انہوں نے شہزادی ھُما سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور یہ کہ اس جھونپڑی میں کیسے آئی؟ اس پر ھُما نے ان بونوں کو محل سے جنگل میں آنے تک اپنی داستان سُنا دی. شہزادی ھُما کی داستان سن کر بونوں نے اسے کہا ٹھیک ہے اب تم اس گھر میں ہمارے ساتھ رہو اور گھر کے کاموں میں ہمارا ہاتھ بٹایا کرو. لیکن ایک بات یاد رکھنا جب ہم لوگ گھر پر موجود نہ ہوں تو کسی بھی اجنبی کو گھر میں نہ آنے دینا.



دوسری طرف ملازموں نے واپس جا کر ملکہ کو بتایا کہ انہوں نے شہزادی کو قتل کر دیا ہے تو وہ بہت خوش ہوئی اور بھاگی ہوئی اپنے کمرے میں لگے جادو کے شیشے کے پاس جا کر بولی "شیشے شیشے اب بتا اس دنیا میں سب سے خوبصورت کون ہے؟" شیشے نے کہا "بلا شبہ شہزادی ھُما ہی سب سے خوبصورت ہے اور وہ جنگل میں ایک جھونپڑی میں رہتی ہے۔" یہ جواب سن کر ملکہ کو بہت غصہ آیا۔ اس نے گھر گھر جا کر چیزیں بیچنے والی عورت کا بھیس بھرا اور جنگل میں چلی گئی۔ تھوڑی سی تلاش کے بعد ملکہ کو وہ جھونپڑی مل گئی جس میں شہزادی ھُما ٹھہری ہوئی تھی۔



ملکہ نے جھونپڑی کے دروازے پر دستک دی۔ ھُما نے دیکھا ایک بوڑھی عورت ہاتھ میں ٹوکری پکڑے کھڑی ہے اور اس میں خوبصورت ربن رکھے ہیں۔ پیارے پیارے رنگوں کے



ربن دیکھ کر ھُما کا دل للچانے لگا اور وہ بالکل بھول گئی کہ بونوں نے اسے کسی اجنبی سے ملنے سے منع کیا تھا۔ ھُما نے عورت کو اندر بُلایا اور ربن دکھانے کی خواہش ظاہر کی۔ بوڑھی عورت نے ایک ربن اس کے گلے میں ڈالتے ہوئے کہا "دیکھو یہ کتنا خوبصورت لگتا ہے۔" یہ کہتے ہوئے عورت نے ربن اتنے زور سے کھینچا کہ شہزادی ھُما کا دم گھٹنے لگا۔ اور وہ فوراً بے ہوش ہوگئی۔ ملکہ سمجھی شہزادی مر چکی ہے۔ اس لئے وہ جلدی جلدی وہاں سے واپس بھاگ آئی۔



بونے جب اپنے کام سے واپس آئے تو انہوں نے دیکھا ھُما بے ہوش پڑی تھی۔ ساتوں بونوں نے مل کر شہزادی کے گلے سے ربن کھولا۔ ربن کھلتے ہی اس کا سانس بحال ہوا اور وہ اُٹھ بیٹھی۔ بونوں کے پوچھنے پر اس نے تمام واقعہ کہہ سنایا اور ان کا کہنا نہ ماننے پر معذرت بھی کی۔ بونوں نے کہا دیکھو آئندہ اچھی طرح یاد رکھنا اور ہماری غیر موجودگی میں کسی کو بھی اندر نہ آنے دینا۔ شہزادی ھُما نے ایک مرتبہ پھر بونوں سے وعدہ کر لیا اور کہا آئندہ وہ محتاط رہے گی۔



ملکہ خوشی خوشی اپنے محل میں واپس پہنچ گئی۔ دوسرے روز ملکہ نے شیشے سے وہی سوال کیا۔ ملکہ کو پوری اُمید تھی کہ اس مرتبہ آئینے کا جواب اس کی مرضی کے مطابق ہو گا لیکن آئینے نے کہا ملکہ عالیہ بے شک آپ خوبصورت ہیں لیکن آپ سے زیادہ خوبصورت آپ کی سوتیلی بیٹی ھُما ہی ہے۔ اور وہ اب بھی زندہ سلامت اپنی جھونپڑی میں موجود ہے۔



اس مرتبہ ملکہ نے فروٹ بیچنے والی عورت کا بھیس بھرا اور جنگل میں جا پہنچی۔ جھونپڑی کے قریب پہنچ کر اس نے آواز دی ''خوبصورت میٹھے سیب لے لو۔'' ھُما نے سیب دیکھے تو اس کو بہت پسند آئے۔ اسے بونوں کی ہدایت یاد آئی تو اس نے سوچا اگر میں اس بُڑھیا سے سیب لے کر کھالوں تو بونوں کو کیا پتا چلے گا۔ یہ سوچ کر اس نے بوڑھی عورت کو قریب بلایا۔ عورت نے ایک خوبصورت سرخ سیب اس کو دیتے ہوئے کہا یہ سب سے خوش ذائقہ ہے۔ شہزادی نے جیسے ہی سیب دانتوں سے کاٹا وہ جہاں کھڑی تھی وہیں گرگئی۔ بوڑھی عورت یعنی ملکہ نے اسے اچھی طرح دیکھا اور جب اطمینان ہو گیا کہ وہ مرگئی ہے تو اپنے محل کی طرف واپس آ گئی۔

شام کو جب بونے واپس آئے تو انہوں نے شہزادی ھُما کو مردہ حالت میں دیکھا۔ بونے بہت ادا[illegible] ہوئے انہوں نے ھُما کو ایک خوبصورت تابوت میں رکھ دیا اور روزانہ اس کے گرد بیٹھے رہتے۔ کیونکہ وہ ھُ[illegible] سے محبت کرنے لگے تھے اور کسی بھی طرح اسے کھونا نہیں چاہتے تھے۔



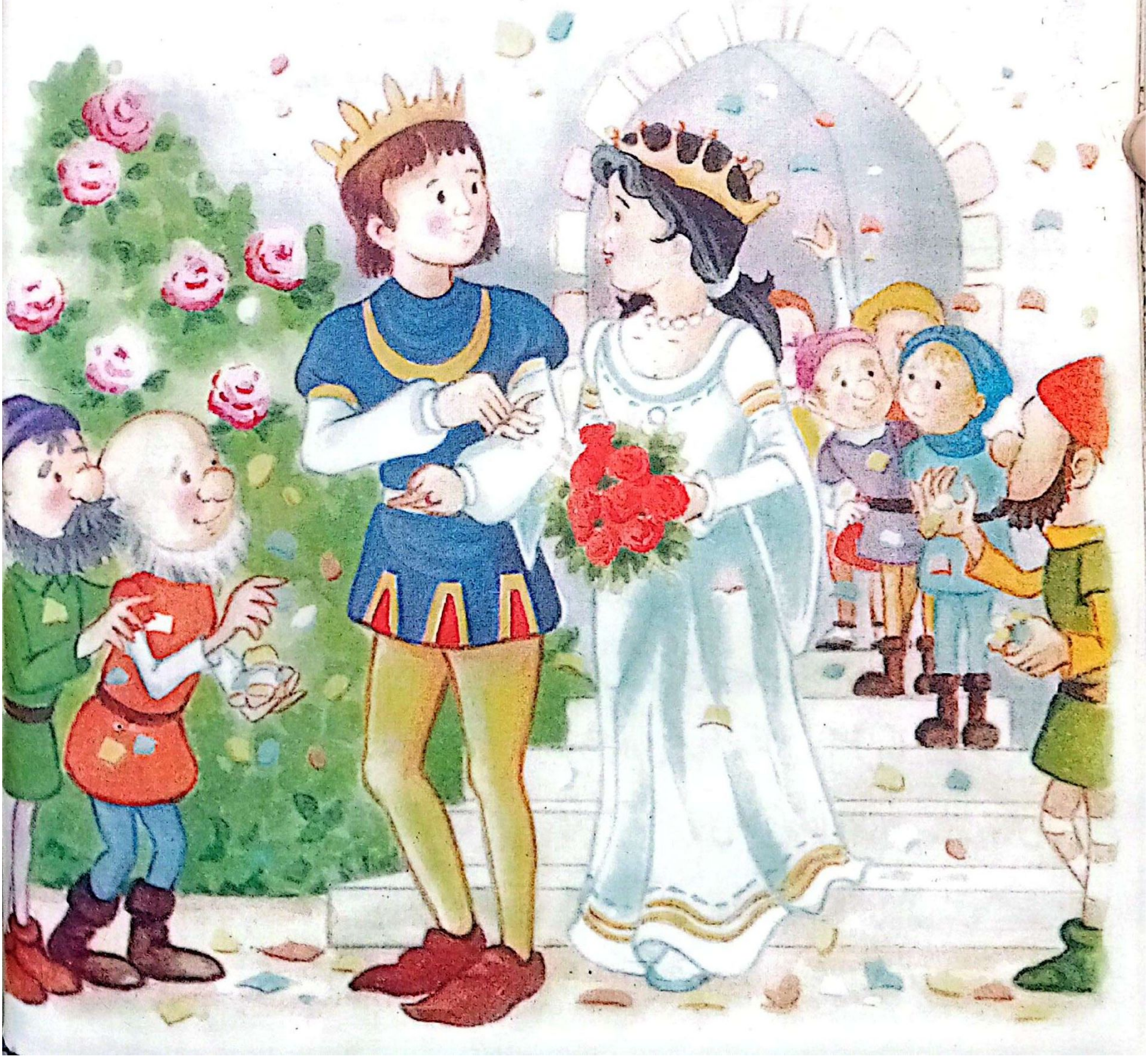
چند دن بعد قریبی ملک کے ایک شہزادے کا ادھر سے گزر ہوا اس نے شہزادی کو دیکھا تو بونوں سے کہا وہ شہزادی اس کو دے دیں۔ لیکن بونوں نے انکار کردیا۔ شہزادہ بہت اصرار کرتا رہا کہ وہ شہزادی کو لے کر ہی جائے گا کیونکہ اسے اس سے محبت ہوگئی ہے۔ آخر شہزادے کے اصرار پر بونوں نے آپس میں صلاح مشورہ کر کے اسے ھُما کا تابوت لے جانے کی اجازت دے دی۔



شہزادے نے تابوت اُٹھانا چاہا تو وزن زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ لڑکھڑایا اور تابوت اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر گر گیا۔ تابوت گرنے کی وجہ سے شہزادی جھٹکے کے ساتھ گری تو اس کے حلق سے سیب کا ٹکڑا نکل کر باہر آگرا۔ اور شہزادی ھُما اُٹھ بیٹھی دراصل ملکہ نے سیب کو زہر لگا کر شہزادی ھُما کو کھلایا تھا اس لئے وہ سمجھی کہ ھُما مر گئی ہے جبکہ سیب کا ٹکڑا حلق میں پھنسنے کی وجہ سے شہزادی بے ہوش ہوگئی تھی۔

شہزادی ھُما کو اُٹھتے دیکھ کر ساتوں بونے بہت خوش ہوئے۔ شہزادے نے فوراً شہزادی سے شادی
خواہش کی۔ بونوں نے مل کر ان دونوں کی شادی کے انتظامات کئے اور کچھ دن بونوں کے پاس رہنے کے
ھُما کو لے کر شہزادہ اپنے ملک روانہ ہو گیا۔





بونا گھمّن گھیر

پیارے بچو! کسی ملک میں ایک شخص رہتا تھا۔ وہ بہت شیخی باز تھا۔ ہر وقت شیخیاں مارتا۔ ایک روز وہ بادشاہ کے دربار میں بیٹھا تھا اسے نجانے کیا سوجھی کہنے لگا بادشاہ سلامت میری بیٹی اتنی باصلاحیت ہے کہ وہ گھاس کے تنکوں سے سونا بنا سکتی ہے۔ بادشاہ نے کہا ایسی باکمال لڑکی سے تو مجھے ضرور ملنا چاہیے۔ تم کل ہی اپنی بیٹی کو دربار میں حاضر کرو۔

دوسرے روز جب اس شخص کی بیٹی دربار میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو وہ بہت پریشان تھی

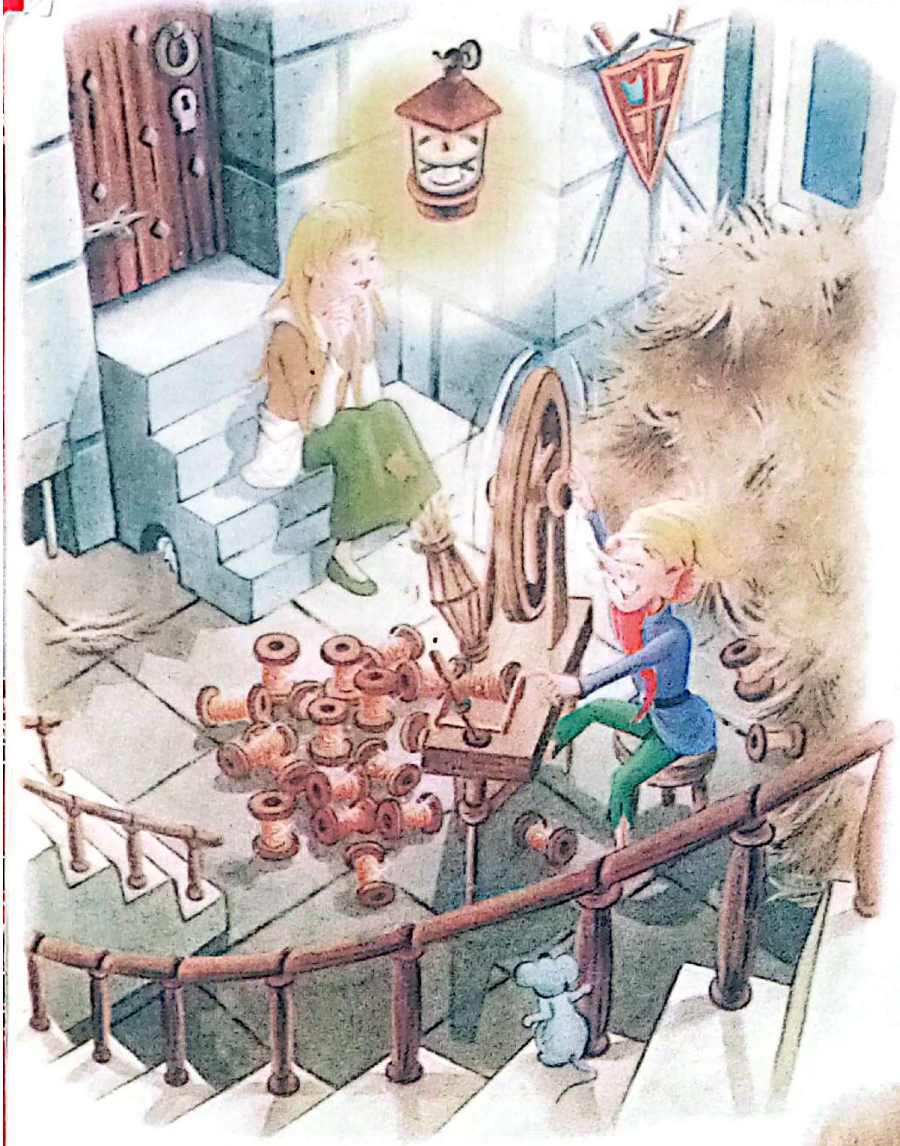


کیونکہ اسے معلوم تھا کہ بادشاہ اب اس سے سونا بنانے کے لئے کہے گا اور وہ نہیں بنا سکے گی تو بادشاہ اسے سزا دے گا۔ بادشاہ لڑکی کو لے کر ایک کمرے میں گیا۔ اس کمرے میں بہت سی گھاس رکھی ہوئی تھی۔ بادشاہ نے لڑکی کو کہا تم اس گھاس کو راتوں رات سونا بنا دو۔۔۔ اور یاد رکھو اگر تم صبح تک یہ کام نہ کر سکیں تو تمہاری گردن اُڑا دی جائے گی۔ یہ کہہ کر بادشاہ نے کمرے کا دروازہ باہر سے بند کیا اور چلا گیا۔



بادشاہ کے جانے کے بعد لڑکی بیٹھ کر رونے لگی
اسے اپنی موت صاف نظر آ رہی تھی۔ کچھ دیر
گزری تھی کہ لڑکی کو کمرے میں کسی کی موجودگی
کا احساس ہوا۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو
وہاں ایک ٹھگنے قد کا چھوٹا سا آدمی کھڑا تھا۔ وہ
کہنے لگا ''مَیں تمہاری مشکل سمجھتا ہوں۔ تم یہ
بتاؤ اگر مَیں تمہارے ذمے لگایا گیا کام کر دوں تو
تم مجھے کیا دو گی؟'' لڑکی کہنے لگی ''اے مہربان
بونے اگر تم واقعی اس گھاس کو سونا بنا دو گے تو
مَیں تمہیں اپنا پسندیدہ بہت ہی خوبصورت
ہیروں کا ہار دوں گی۔'' بونے نے ہیروں کے
ہار کے بدلے اس کا کام کرنے کی حامی بھری
اور کام شروع کر دیا۔ صبح ہونے سے پہلے تمام گھاس کی جگہ سونے کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ بادشاہ نے جب سونے
ڈھیر دیکھا تو اس کا دل للچانے لگا۔ اب اس نے ایک کمرے میں اس سے بھی زیادہ گھاس رکھی اور لڑکی کو کہا
اس کو بھی سونے میں تبدیل کر دے دوسری صورت میں اس کو قتل کر دیا جائے گا۔





ایک مرتبہ پھر وہی بونا آدمی کمرے میں
ڑکی کو ملا اور پوچھا ''اگر مَیں اس مرتبہ بھی اس
گھاس کو سونا بنا دوں تو تم مجھے کیا دو گی۔'' لڑکی
نے کہا ''اے اچھے انسان اگر تم اب بھی مجھے
س مشکل سے نجات دلاؤ گے تو مَیں تمہیں اپنی
یمتی انگوٹھی دوں گی۔'' بونے آدمی نے یہ سنتے
ہی گھاس کے تنکوں کو سونا بنانا شروع کر دیا۔ کچھ
ہی دیر میں اس نے تمام گھاس کو سونا بنا دیا اور
ڑکی سے انگوٹھی لے کر چلا گیا۔

صبح جب بادشاہ نے کمرہ دیکھا تو وہ بہت خوش ہوا۔ اب اس نے ایک اور بہت بڑے کمرے میں گھاس جمع کی اور لڑکی سے بولا ''دیکھو تم نے اس گھاس کو بھی سونا بنانا ہے اور ہاں... اگر تم اس مرتبہ بھی کامیاب ہو گئیں تو مَیں تمہیں اپنی ملکہ بنا لوں گا۔ اور اگر تم یہ کام نہ کر سکیں تو سزا تمہیں معلوم ہی ہے۔'' یہ کہہ کر بادشاہ کمرے کا دروازہ بند کر کے چلا گیا۔





بادشاہ کے جاتے ہی کمرے میں وہی بونا آدمی داخل ہوا اور بڑی خوشدلی سی لڑکی کو اپنی خدمات پیش کیں۔ لڑکی نے روتے ہوئے کہا ''میرے پاس اب تمہیں دینے کے لئے کچھ بھی نہیں۔ تم جاؤ اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔'' بونے نے کہا یہ تو کو بات نہیں اگر تم مجھے اس وقت کچھ نہیں دے سکتیں تو وعدہ کرو کہ ملکہ بننے کے بعد تم اپنا پہلا بچہ مجھے دو گی۔ لڑکی نے سوچا کہ پتا نہیں وہ ملکہ بنے گی بھی یا نہیں... اس لئے اس نے وعدہ کر لیا کہ وہ پہلا بچہ بونے کو دے دے گی۔

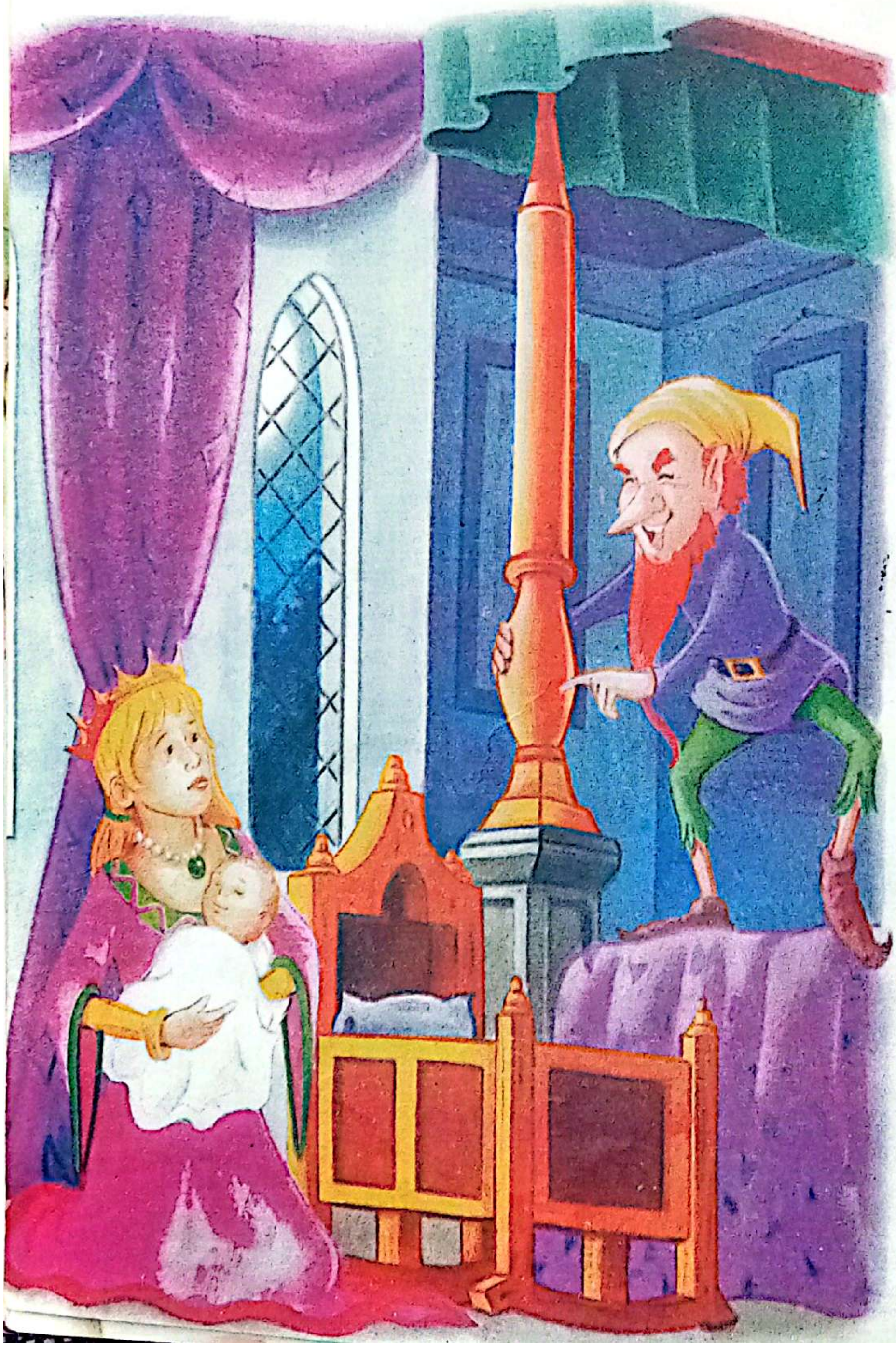


بونے آدمی نے ایک مرتبہ پھر بڑی مہارت سے گھاس کو سونا بنا دیا اور لڑکی کو اس کا وعدہ یاد دلاتے ہوئے وہاں سے رخصت ہو گیا۔

بادشاہ نے لڑکی سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کیا اور جلد ہی دھوم دھام سے شادی کر کے اس نے لڑکی کو ملکہ بنا لیا۔ کچھ عرصے بعد ملکہ نے ایک خوبصورت بچے کو جنم دیا۔ شہزادے کی پیدائش پر ملک بھر میں چراغاں کیا گیا اور جشن منانے کا اہتمام کیا گیا۔



ابھی شہزادے کی پیدائش کا جشن اپنے عروج پر تھا کہ ملکہ کے کمرے میں وہی بونا شخص داخل ہوا اور ملکہ سے کہا کہ وہ اپنے وعدے کے مطابق شہزادہ اس کے حوالے کر دے۔ بونے شخص کو دیکھ کر ملکہ کو اپنا وعدہ یاد



آ گیا۔ لیکن اب وہ بہت روئی چلائی اور بونے کی منتیں کرنے لگی کہ وہ جو چاہے لے لے لیکن شہزادے کو نہ لے کر جائے۔ بالآخر ملکہ پر ترس کھاتے ہوئے بونے آدمی نے کہا ''اچھا میں تمھیں تین دن دیتا ہوں اگر ان تین دنوں میں تم میرا نام صحیح بتا دو گی تو میں تم سے تمہارا بیٹا نہیں لوں گا اور اگر تم میرا نام نہ بتا سکیں تو یہ بچہ میرا ہو گا اور یاد رکھو پھر اسے ساتھ لے جانے سے مجھے کوئی بھی روک نہ سکے گا۔'' یہ کہہ کر بونا غائب ہو گیا۔



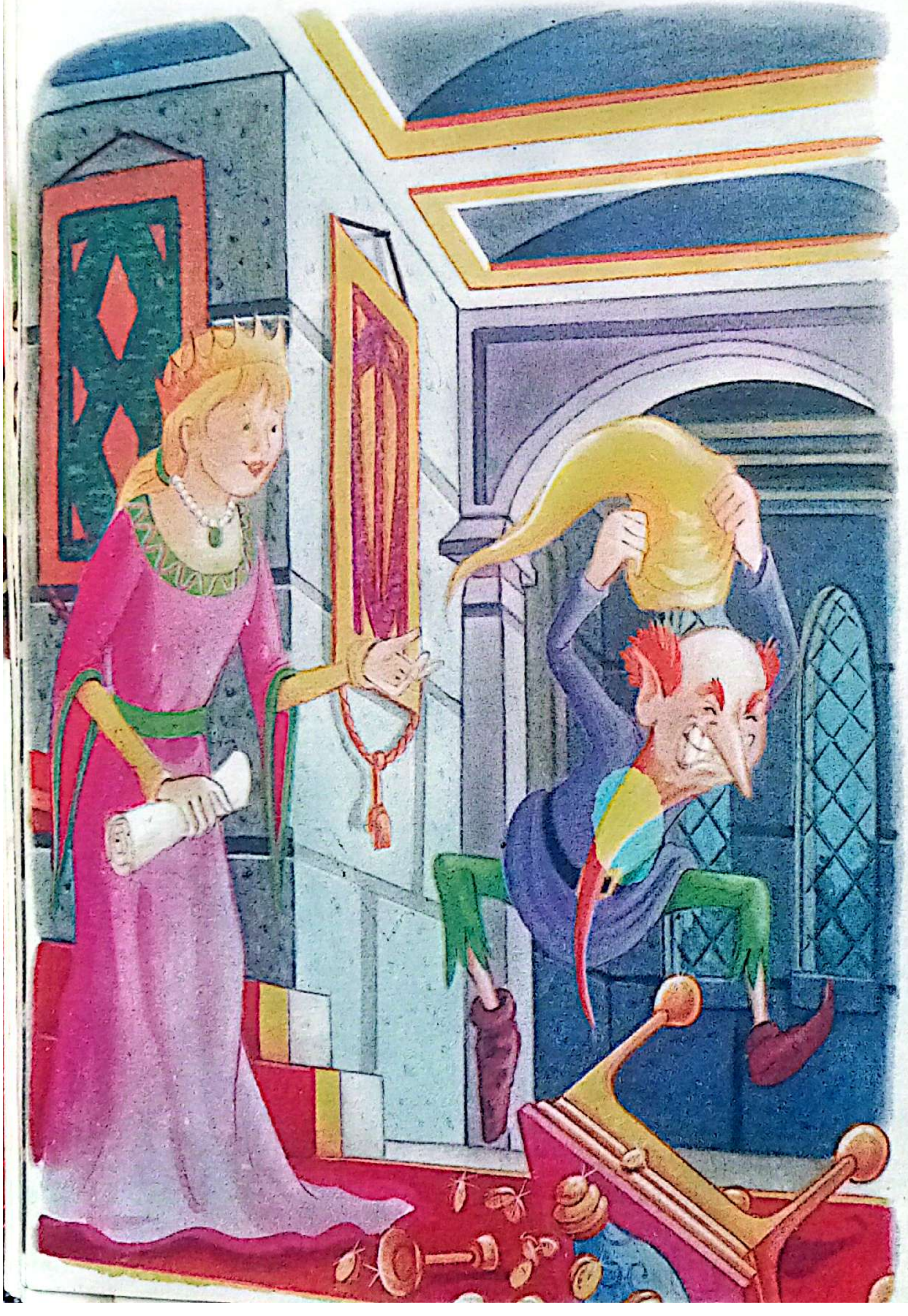
ملکہ نے پوری سلطنت میں لوگوں کو دوڑایا کہ وہ کسی طرح اس عجیب وغریب بونے کا نام معلوم کر سکیں۔ دوسرے روز لوگوں نے ملکہ کو کچھ نام بتائے۔ بونے کے پوچھنے پر ملکہ نے اسے مختلف نام بتائے لیکن بونے نے کہا ”ملکہ عالیہ ان سب میں سے کوئی بھی میرا نام نہیں۔ اب میں جا رہا ہوں کل پھر آؤں گا۔ اگلے روز بھی کچھ لوگوں نے واپس آ کر ملکہ کو بہت سے نام بتائے جو شام کو ملکہ نے بونے کے سامنے دہرا دیئے۔ بونے نے کہا ”نہیں ملکہ صاحبہ ان میں سے بھی میرا کوئی نام نہیں۔ اور ملکہ صاحبہ کل آخری دن ہے اگر آپ نے کل تک میرا نام نہ بتایا تو میں شہزادے کو لے جاؤں گا۔“ یہ کہہ کر بونا پھر غائب ہو گیا۔

اب تو ملکہ بہت پریشان ہوئی کیونکہ تقریباً تمام لوگ واپس آ چکے تھے اور ابھی تک بونے آدمی کا نا
معلوم نہ ہو سکا تھا۔ صرف ایک آدمی ابھی تک نام کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ آخر وہ بھی ناکام ہو کر واپس آر
تھا کہ راستے میں جنگل عبور کرتے ہوئے اس نے ایک عجیب نظارہ دیکھا۔ آگ کے ایک الاؤ کے گرد ایک بونا رقص کر رہا تھا۔ اور خوشی میں کچھ گا رہا تھا۔ اس آدمی نے سنا بونا کہہ رہا تھا ”آہا جی آج تو میں جیت جاؤں گا اور شہزادہ میرا ہو جائے گا۔ کیونکہ ملکہ میرا نام نہیں جانتی اور اسے کوئی بھی نہیں بتا سکتا کہ میرا نام گھمن گھیر ہے۔“ یہ سنتے ہی وہ آدمی تیزی سے محل کی طرف بھاگا اور جا کر ملکہ کو تمام واقعہ کہہ سنایا۔ ملکہ بہت خوش ہوئی اور اس آدمی کو انعام واکرام دے کر رخصت کر دیا۔





اب ملکہ بے چینی سے بونے آدمی کا انتظار کرنے لگی۔ آخر کار شام ڈھلتے ہی بونا ملکہ کے پاس آیا اور پوچھا ''کیا آپ مجھے میرا نام بتائیں گی'' ملکہ ''کیا تمہارا نام بمبل ہے؟''



بونا ''نہیں''

ملکہ ''جگل جوگل''

بونا ''نہیں ملکہ عالیہ نہیں۔۔۔ بس اب وقت ختم ہو رہا ہے اور مَیں شہزادے کو لے جاؤں گا۔'' ملکہ نے کہا نہیں گھمن گھیر تم شہزادے کو مجھ سے نہیں چھین سکتے کیونکہ مجھے تمہارا نام معلوم ہے۔''

یہ سن کر بونا سکتے کے عالم میں ملکہ کو تکنے لگا۔ پھر اس نے غصے سے چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ کہنے لگا ٹھیک ہے ملکہ عالیہ مَیں ہار گیا اور آپ جیت گئیں اب مَیں شہزادے کو نہیں لے جا سکتا۔ لیکن مجھے بتاؤ تمہیں میرا نام کیسے معلوم ہوا۔

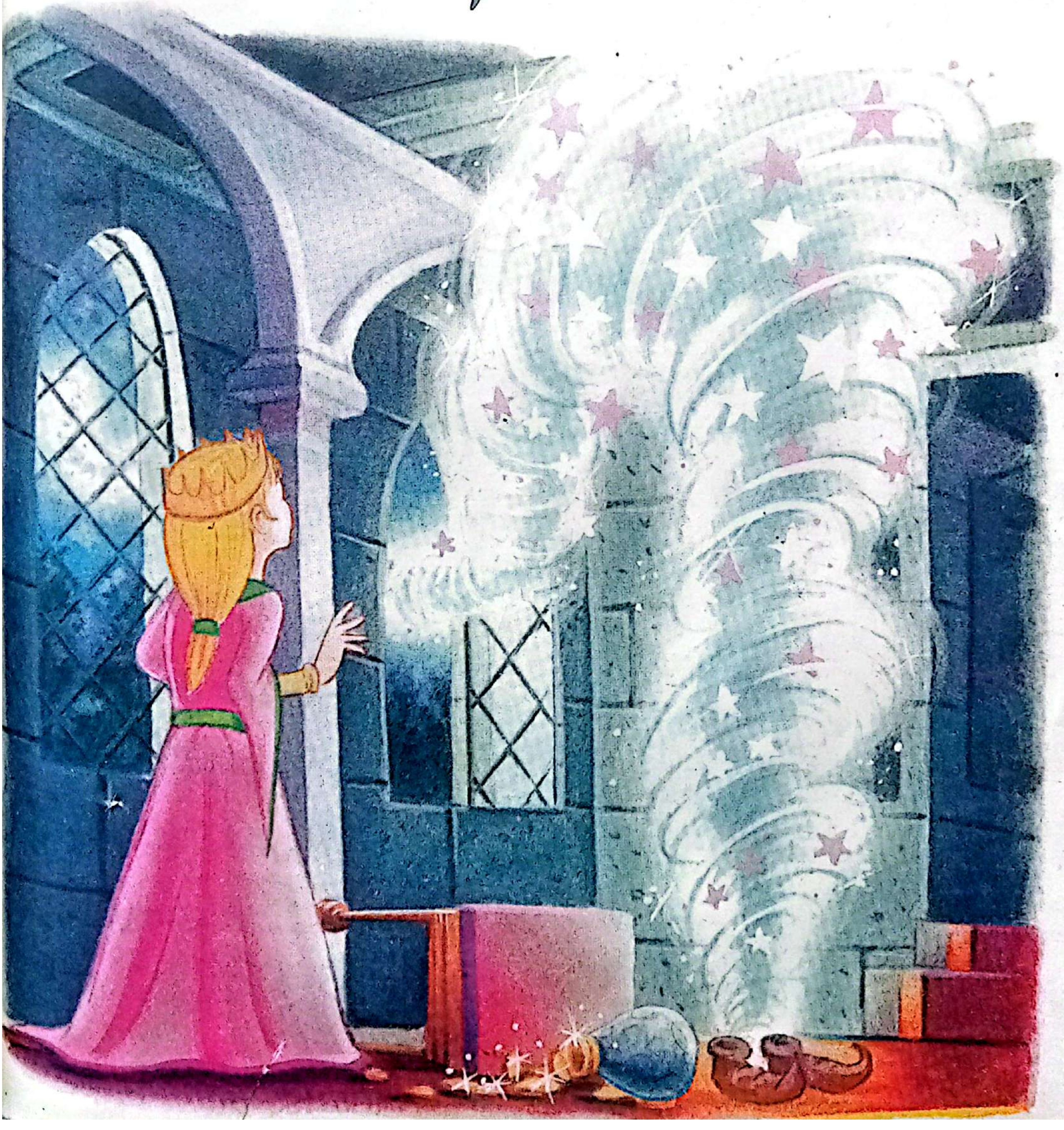
ملکہ نے جنگل والا تمام واقعہ کہہ سنایا۔ اب بونے کو اپنی جلد بازی پر بہت افسوس ہوا۔ لیکن ظاہر ہے

وہ کھیل میں ہار چکا تھا اور اسی وقت آگ کی چنگاریوں میں وہ غائب ہو گیا۔

اس کے بعد چھوٹا آدمی پھر کبھی ملکہ کو تنگ کرنے نہیں آیا۔ اس کے بعد ملکہ اور اس کے گھر والے ہنسی خ

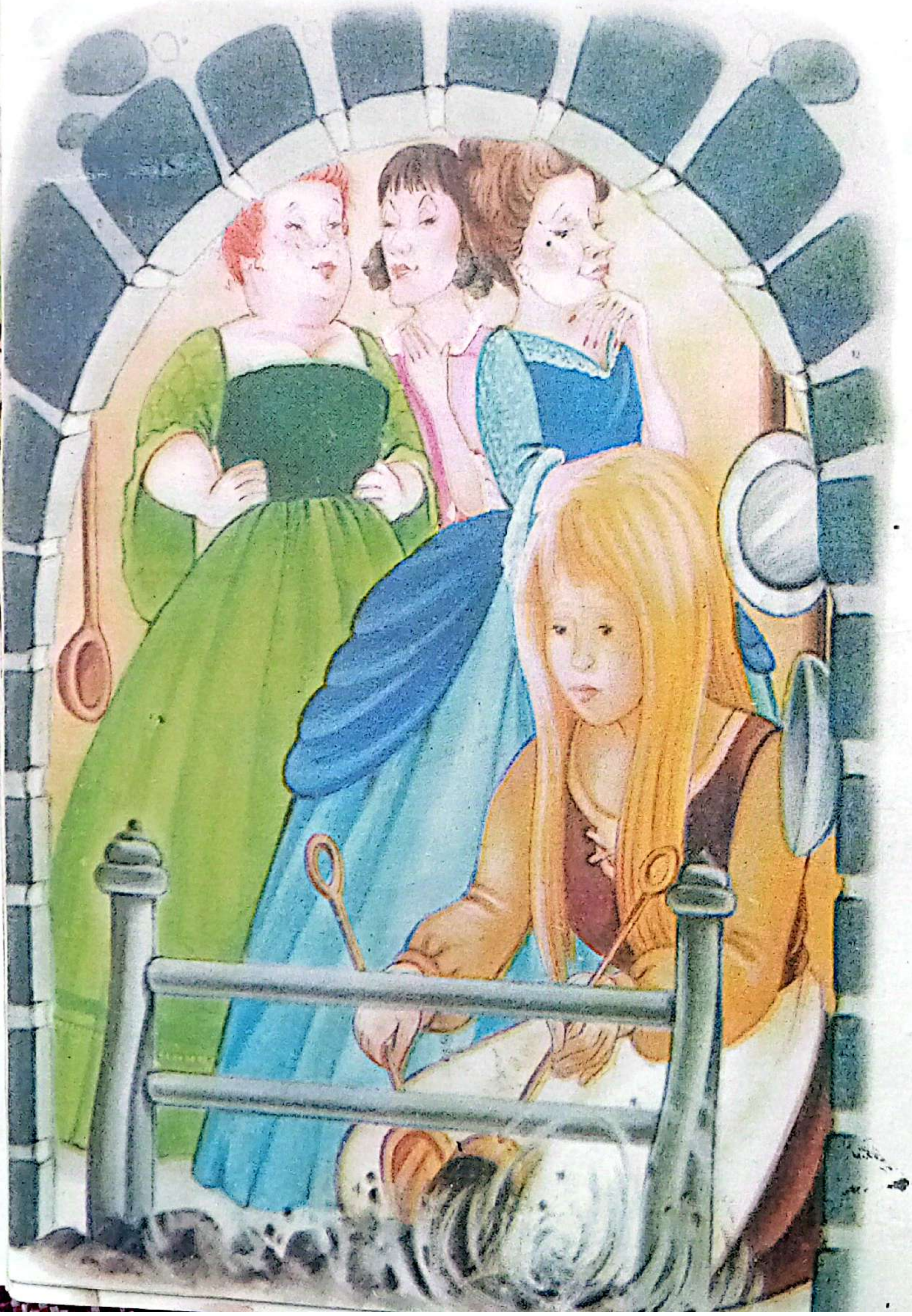


رہنے لگے۔



سنڈریلا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی ملک میں ایک چھوٹی سی لڑکی رہتی تھی۔ لڑکی بہت خوبصورت تھی۔ اس کی بدقسمتی کہ اس کی والدہ فوت ہوگئی تھیں۔ اور اس کے والد نے دوسری شادی کرلی تھی۔ لڑکی کی سوتیلی ماں بہت ظالم تھی۔ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں۔ یہ تینوں بیچاری لڑکی پر بہت ظلم کرتیں اور اس کی تحقیر کا موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتیں۔ تینوں اسے سنڈریلا کے نام سے پکارتیں۔ کچھ ہی دن بعد سب اس کو سنڈریلا کے نام سے بلانے لگے۔ یہاں تک کہ اس کے والد کو بھی اس کا اصل نام یاد نہ رہا اور وہ بھی سنڈریلا ہی کہہ کر بلانے لگا۔



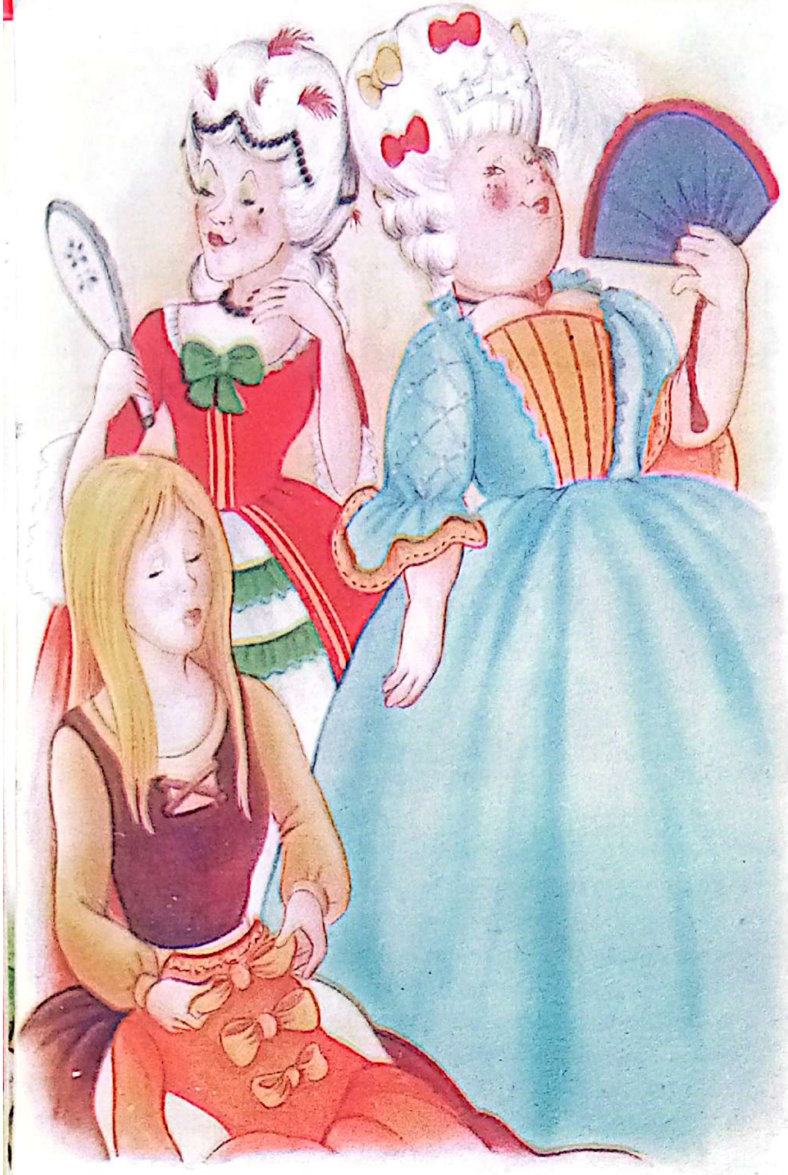


ایک روز ان کے گھر شاہی محل
سے دعوت نامہ آیا۔ دراصل بادشاہ اور
ملکہ کو شہزادے کے ایک خوبصورت لڑکی
کی تلاش تھی۔ انہوں نے ایک بہت بڑی دعوت کا اہتمام کیا اور ملک کی تمام لڑکیوں کو اس میں مدعو کیا۔ تا
شہزادہ لڑکیوں کو دیکھ کر اپنی پسند بتا سکے۔



دعوت نامہ دیکھ کر سنڈریلا
دونوں سوتیلی بہنوں نے اس پر خو
طنز کیا اور کہنے لگیں تم تو اس دعوت م
نہیں جا سکو گی کیونکہ نہ تو تمہارے پا
اچھے کپڑے ہیں اور نہ ہی تم ا
خوبصورت ہو کہ اس شاندار تقری
میں جا سکو۔ یہ باتیں سن کر سنڈریلا
بہت دکھ ہوا لیکن وہ خاموشی سے سب
کچھ سنتی رہی۔

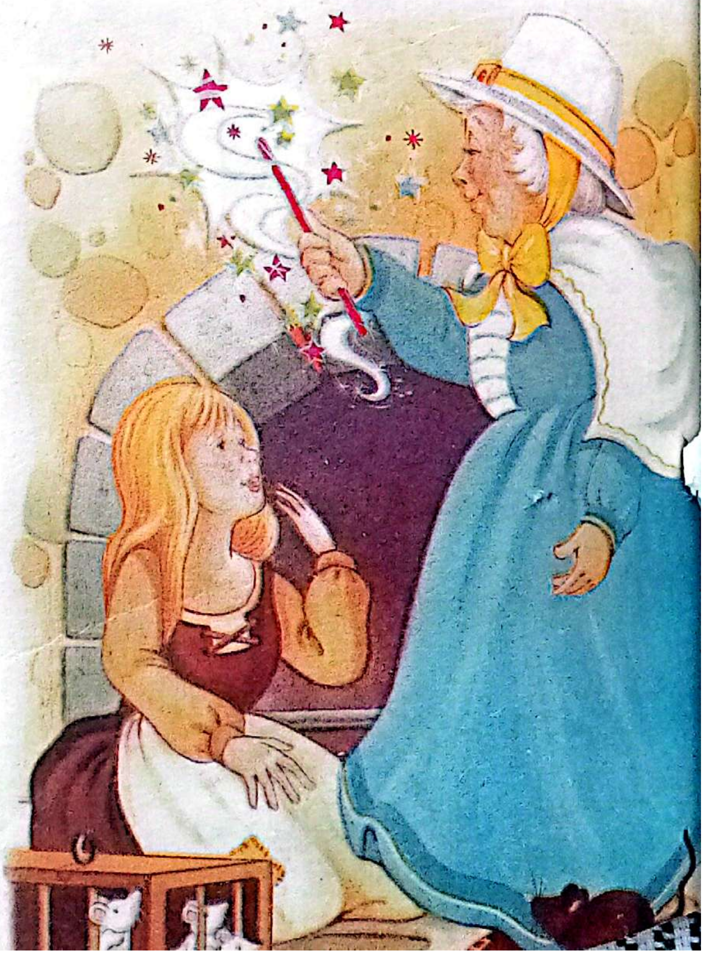
آخر کار دعوت والے دن دونو
سوتیلی بہنوں نے سنڈریلا کو کہا کہ و
دعوت میں جانے کے لئے تیار ہونے
میں ان دونوں کی مدد کرے۔



سنڈریلا نے دونوں کی تیاری میں مدد کی۔ خوب
بہت سا میک اپ کر کے اور نئے کپڑے پہن کر
بھی وہ اتنی اچھی نہیں لگ رہی تھیں جتنی اچھی
سنڈریلا اپنے پھٹے پرانے کپڑوں میں بغیر میک
اپ کے تھی۔ یہ دیکھ کر دونوں بہنیں غصے میں
پاؤں پٹختی شاہی محل کی طرف چلی گئیں۔

ان کے جانے کے بعد سنڈریلا اداس
اور غمگین بیٹھی تھی کہ ایک پری اس کے پاس آئی

اور بولی ''میں تمہاری نگہبان پری ہوں۔ تم
اداس مت ہو۔ تم ضرور شاہی محل والی دعوت
میں جاؤ گی۔'' سنڈریلا نے کہا یہ کیسے ہو سکتا
ہے میرے پاس نہ تو اچھے کپڑے ہیں اور نہ ہی
کوئی سواری۔ پری نے کہا تم جلدی سے اپنے
گھر کے باغیچے میں جاؤ اور ایک بڑا سا کدو توڑ
کر لے آؤ۔ سنڈریلا پری کے کہنے پر اپنے
باغیچے سے سب سے بڑا کدو توڑ کر لے آئی۔



پری نے کدو لے کر جادو کی چھڑی لہرائی تو وہ ایک خوبصورت بگھی میں تبدیل ہو گیا۔ اب پری ن
کچن سے دو چوہے پکڑے اوران کو چھڑی لہرا کر گھوڑوں میں تبدیل کر دیا۔ گھوڑوں کو بگھی میں جوت کر پر
نے ایک اور موٹا سا چوہا پکڑا اور جادو کے زور سے اس کو بگھی کا کوچوان بنا دیا۔

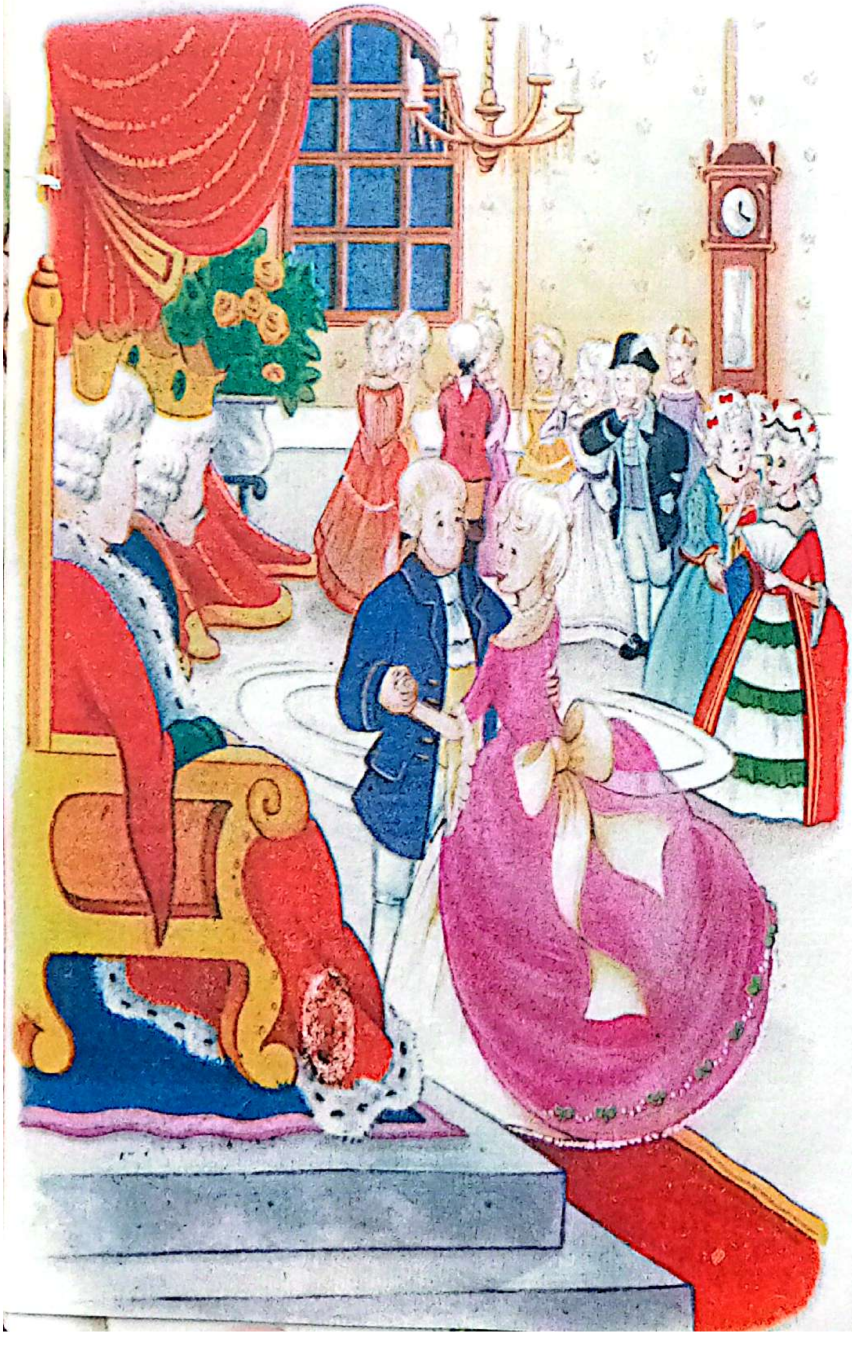


سنڈریلا کھڑی حیرت سے ی
سب دیکھ رہی تھی کہ پری نے ایک
مرتبہ پھر جادو کی چھڑی لہرائی اب
سنڈریلا کے جسم پر خوبصورت جھلمل
کرتا ریشمی لباس تھا اور میک اپ ہو چکا
تھا۔ پری نے کہا ”پیاری سنڈریلا اب
تم فوراً دعوت میں پہنچ جاؤ۔ اور ہاں۔۔۔
دیکھو رات بارہ بجے سے پہلے تم واپس
آجانا کیونکہ اس وقت میرا جادو ختم ہو
جائے گا۔“ سنڈریلا نے پری سے
وعدہ کیا اور شاہی محل کی طرف چل دی۔





محل میں سنڈریلا کی خوب پذیرائی ہوئی۔ لوگوں نے دل کھول کر اس کے حسن کی تعریف کی۔ یہاں تک کہ سنڈریلا کی دونوں سوتیلی بہنوں نے بھی اسے نہ پہچانا۔ کچھ دیر بعد شہزادہ سنڈریلا کے پاس آیا اور اس سے پوچھا ''کیا تم میرے ساتھ ڈانس کرو گی۔'' سنڈریلا اُٹھ کر شہزادے کے ساتھ چلی گئی اور آدھی رات تک دونوں ڈانس کرتے رہے۔ اچانک سنڈریلا کو یاد آیا کہ بارہ بجنے والے ہیں اور اس وقت پری کا جادو ختم



ہوجائے گا۔ یہ یاد آتے ہی سنڈریلا نے شہزادے سے ہاتھ چھڑایا اور باہر کی طرف بھاگی۔ شہزادے نے سنڈریلا کو روکنے کی بہت کوشش کی لیکن سنڈریلا نے اس کی ایک نہ سُنی۔ یہ دیکھ کر شہزادہ بھی باہر کی طرف دوڑا۔ محل کی سیڑھیوں پر آ کر شہزادہ بہت مایوس ہوا کیونکہ اس کے خوابوں کی رانی وہاں سے جا چکی تھی۔ شہزادے نے یہ نہ دیکھا کہ وہاں ایک غریب لڑکی پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس ہاتھ میں بڑا سا کدو لئے کھڑی تھی اور تین چوہے اس کے اردگرد بھاگ رہے تھے۔ دراصل رات کے بارہ بج چکے تھے اور پری کا جادو ختم ہو گیا تھا۔



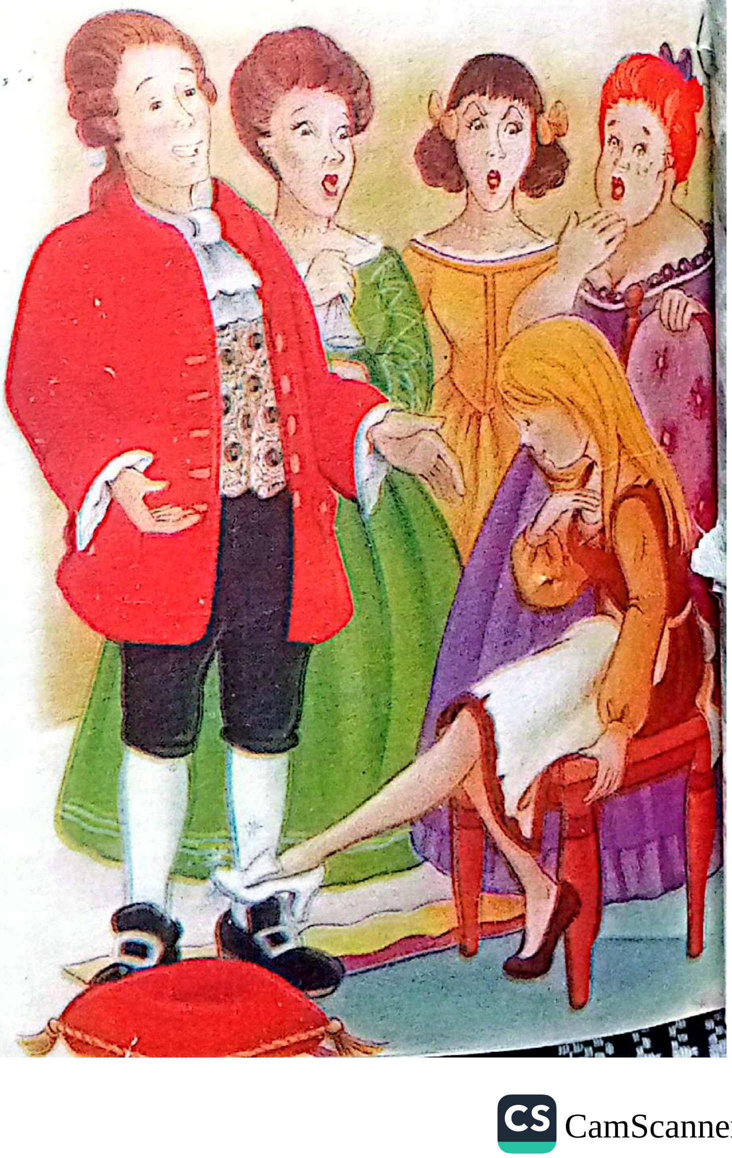


شہزادہ مایوسی کے عالم میں محل
کے اندر واپس جانے لگا تو اسے
سیڑھیوں پر ایک شیشے کی طرح شفاف
چمکدار خوبصورت نرم و نازک جوتا نظر
آیا اس نے جوتا اُٹھالیا۔

دوسرے دن ہر گھر میں لڑکیاں بیٹھی
اس خوبصورت لڑکی کے بارے میں
باتیں کررہی تھیں جس نے آدھی رات
تک شہزادے کے ساتھ ڈانس کیا تھا۔
اور اس کے جانے کے بعد شہزادے
نے محفل ختم کر دی تھی۔ سنڈریلا کی
سوتیلی بہنیں بھی اس لڑکی کی خوش قسمتی
کے متعلق گفتگو کررہی تھیں کہ دروازے
پر دستک کی آواز سنائی دی۔



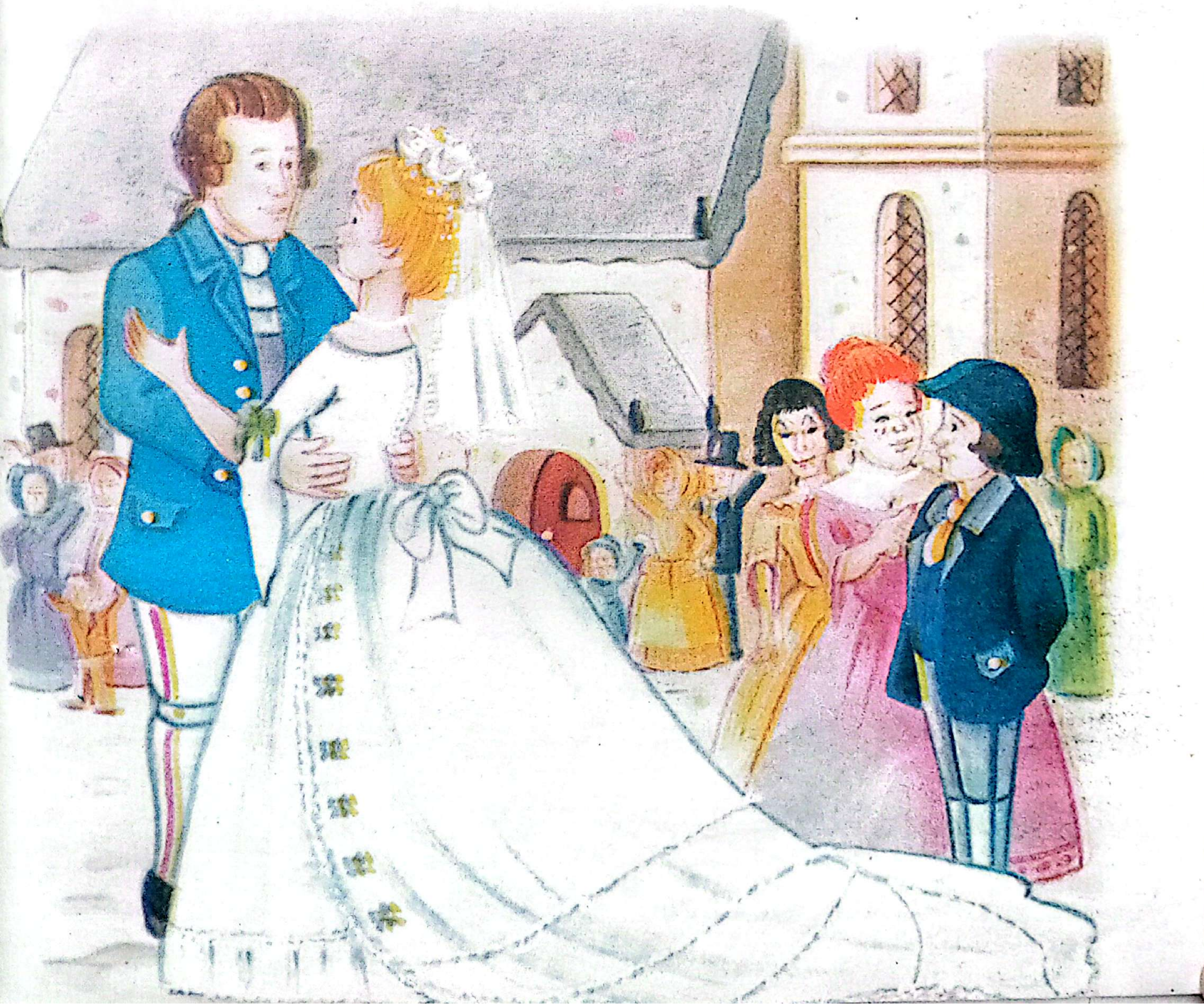
ان میں سے ایک نے دروازے پر جا کر دیکھا تو
شہزادہ باہر کھڑا تھا اور اس کے ساتھ ایک ملازم
تھا جس نے ہاتھ میں ایک پلیٹ پکڑی ہوئی تھی
اس پلیٹ میں مخمل میں لپٹا نازک سا جوتا رکھا
تھا. اس نے کہا جس کسی کے پاؤں میں یہ جوتا
پورا آجائے گا۔ وہ ہی شہزادے کی دلہن بنے گی۔
یہ سنتے ہی دونوں سوتیلی بہنوں نے جوتا پہننے کی
کوشش کی۔



لیکن ان کے پاؤں اتنے موٹے اور بھدے
تھے کہ وہ جوتا ان کے پاؤں میں آیا ہی نہیں۔
دونوں کی ناکام کوشش کے بعد سنڈریلا نے
آگے بڑھ کر شہزادے سے پوچھا ''کیا میں یہ
جوتا پہن کر دیکھوں؟'' شہزادے نے ملازم کو
اشارہ کیا اور اس نے جوتا سنڈریلا کو دے دیا.
سنڈریلا نے جوتا زمین پر رکھ کر اس میں پاؤں
ڈالا تو بڑے آرام سے اسے پہن لیا۔

شہزادے نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا تو کہنے لگا'' بے شک یہ وہی ہے میرے خوابوں کی رانی جس کی تلاش میں مَیں سرگرداں تھا۔'' پھر شہزادے نے سنڈریلا سے پوچھا'' کیا تم میرے ساتھ شادی کروگی۔'' سنڈریلا نے فوراً حامی بھرلی۔ دوسرے ہی روز سنڈریلا اور شہزادے کی شادی ہوگئی۔ اور ہاں اس شادی میں سنڈریلا کی سوتیلی بہنوں نے بھی شرکت کی۔





چالاک بلّی

ایک شخص کے تین بیٹے تھے۔ جب وہ فوت ہوا تو تینوں نے گھر میں موجود اشیاء آپس میں تقسیم کر لیں۔ بڑے بیٹے نے کہا کیونکہ مَیں تم دونوں سے بڑا ہوں اس لئے آٹا پیسنے کی چکی مَیں لوں گا۔ منجھلا بھائی بولا ''اور مَیں آج کے بعد اس جھونپڑی کا مالک ہوں۔'' سب سے چھوٹے بھائی عمر کو دونوں بھائیوں نے کہا اب گھر میں سوائے اس بلّی کے اور کچھ نہیں اس لئے تم یہ بلّی لے لو۔

عمر بلّی لے کر گھر سے نکل آیا۔ وہ ایک درخت کے نیچے اداس بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اس مشکل وقت میں کیا کرے۔ بیٹھے بیٹھے عمر نے بے خیالی میں بلّی کو مخاطب کر کے پوچھا ''بی مانو اب ہم دونوں کا کیا بنے گا؟'' بلّی نے جواب دیا ''میرے آقا! آپ بالکل پریشان نہ ہوں جیسے مَیں آپ کو کہوں آپ اس پر عمل کرتے جائیں پھر دیکھنا آپ اپنے دونوں بھائیوں سے امیر ہو جائیں گے۔'' بلّی کو بولتے دیکھ کر عمر بہت حیران ہوا۔ اس نے بلّی سے پوچھا ''مجھے کیا کرنا چاہیے؟'' بلّی نے کہا آپ مجھے ایک جوڑا کپڑوں کا اور ایک جوڑا اچھے سے جوتوں کا خرید دیں اور باقی کام مجھ پر چھوڑ دیں۔'' عمر نے بلّی کو کپڑے اور جوتے خرید کر دے دیئے۔





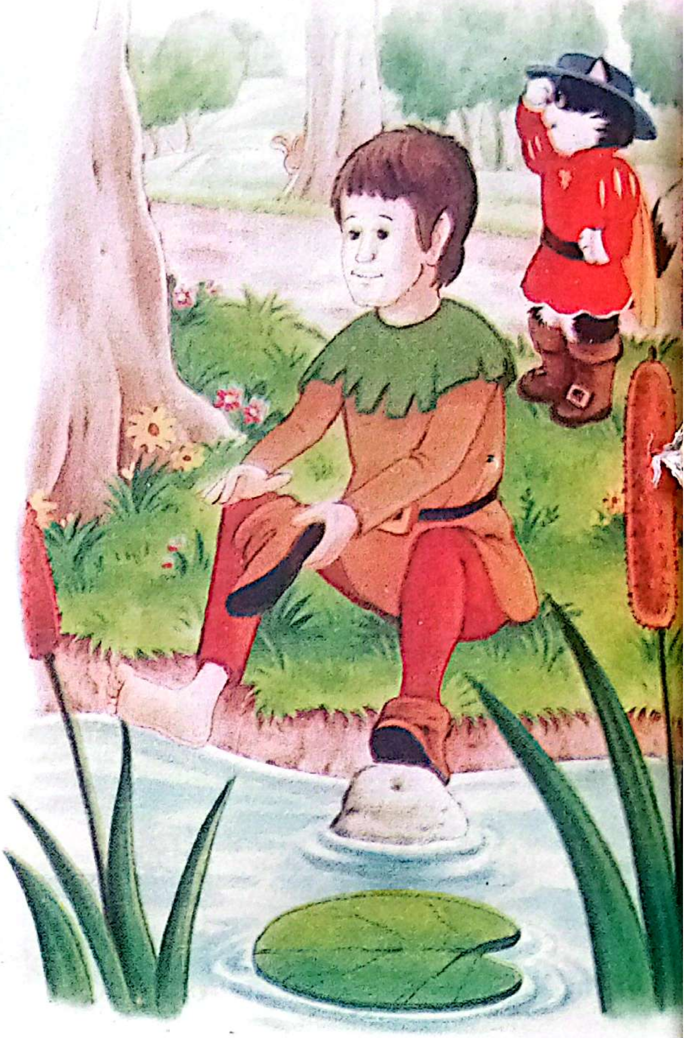
بلّی نے کپڑے اور جوتے پہنے اور جنگل میں سے ایک موٹا تازہ خرگوش پکڑ کر بادشاہ کے محل کی طرف چل پڑی۔ مانو نے محل کے دربان کو کہا وہ کیمل آباد کے نواب کی طرف سے بادشاہ کے لئے تحفہ لے کر آئی ہے اس لئے اسے بادشاہ سے ملنے دیا جائے۔ آج سے پہلے کسی نے بھی بلّی کو بولتے نہیں سنا تھا۔ اس لئے فوراً ہی مانو کو بادشاہ سے ملاقات کے لئے اندر بھیج دیا گیا۔

بادشاہ اپنے دربار میں بیٹھا تھا کہ بی مانو نے جا کر کہا ''بادشاہ سلامت یہ خرگوش آپ کے لئے میر آقا جناب عمر صاحب نواب آف کیمل آباد نے تحفہ کے طور پر بھیجا ہے برائے مہربانی میرے آقا کا تحفہ قبو فرمائیں۔'' بادشاہ نے بلّی کو بولتے دیکھا تو بہت حیران ہوا۔ اس نے مانو سے یہ بھی نہ پوچھا کہ ریاست کیم آباد کہاں پر ہے۔ خرگوش لے کر بادشاہ نے کہا ''تم اپنے آقا نواب آف کیمل آباد کا میری طرف سے شکر ادا کر دینا اور ان کو میرا اسلام کہنا۔'' بلّی نے کہا ''جی اچھا... حضور۔'' اور وہاں سے واپس آ گئی۔

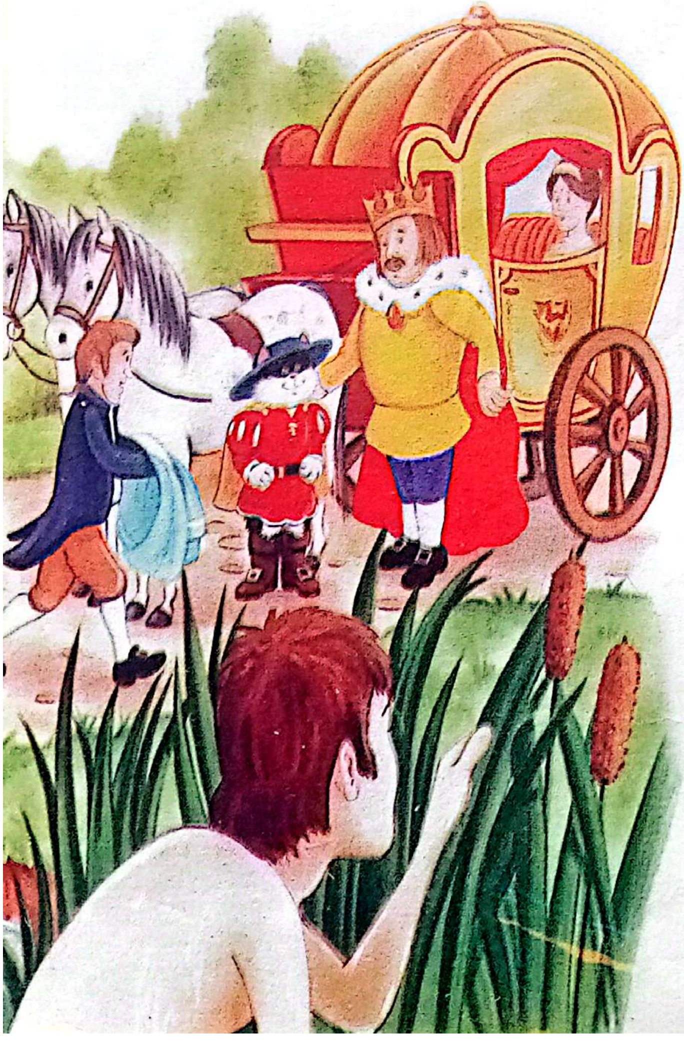


چند روز بعد بلّی نے دو موٹے موٹے تیتر پکڑے اور انہیں لے کر پھر بادشاہ کے دربار میں چلی گئی۔ وہاں جا کر پہلے کی طرح مانو نے تیتر بادشاہ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے بتایا کہ یہ نواب آف کیمل آباد کی طرف سے بادشاہ کے لئے تحفہ ہے۔

کچھ دن بعد مانو بادشاہ کے دربار تحفہ لے کر گئی تو اس نے سنا کہ بادشاہ اپنی بیٹی کے ساتھ دریا کے کنارے سیر کے لئے جانے والا ہے۔ وہ جلدی جلدی واپس آئی اور عمر کو کہنے لگی ''آقا آج آپ میرے ساتھ دریا پر چلیں اور وہاں دریا میں نہائیں۔'' عمر نے پوچھا اس کی کیا ضرورت ہے۔ مانو نے کہا آپ کوئی سوال نہ کریں جیسا مَیں کہتی ہوں ویسے ہی کرتے جائیں۔



عمر دریا میں نہانے لگا تو مانو نے اس کے کپڑے اُٹھا کر چھپا دیئے۔ کچھ دیر بعد بادشاہ کی سواری ادھر آئی تو مانو نے شور مچا دیا کہ اس کے آقا کے کپڑے کوئی چوری کر کے لے گیا ہے۔ بلّی کی آواز سن کر بادشاہ نے شاہی سواری روکنے کا حکم دیا اور بلّی کو بلا لیا۔ بلّی نے بادشاہ سے کہا'' جناب میرے آقا دریا میں نہا رہے ہیں اور کوئی ان کے کپڑے اُٹھا کر لے گیا ہے۔'' یہ سن کر بادشاہ نے اپنے خاص ملازم کو طلب کیا اور کہا'' جلدی سے محل میں جاؤ اور نواب آف کیمل آباد کے لئے خوبصورت نفیس تراش کا سوٹ لے کر آؤ... اور دیکھو یہ بہترین کپڑے کا بنا ہوا ہو کیونکہ ہم نے نواب آف کیمل آباد کو ان کے شایانِ شان کپڑوں کا تحفہ دینا ہے۔''





ملازم کپڑے لے کر واپس آیا تو عمر کو
کپڑے پہننے کے لئے دیئے گئے۔ عمر نے
دریا سے نکل کر کپڑے پہنے۔ اب بلّی نے
بادشاہ سے عمر کا تعارف کروایا۔

بادشاہ نے کہا نواب صاحب آپ ہمارے ساتھ
ہی بگھی میں بیٹھ جائیں ہم آپ کو گھر چھوڑ دیں
گے۔ عمر خاموشی سے شاہی بگھی میں بیٹھ گیا۔ اس
کے ساتھ والی سیٹ پر شہزادی بیٹھی تھی۔ بلّی بھاگ
بھاگ شاہی بگھی سے آگے چلنے لگی۔ کچھ دور
کھیتوں میں لوگ گھاس کاٹ رہے تھے۔ بلّی
ان لوگوں کے پاس گئی اور بولی دیکھو بادشاہ
سلامت کی سواری ادھر آ رہی ہے وہ تم سے
پوچھیں گے یہ گھاس کے کھیت کس کے ہیں تو تم
کہنا یہ نواب آف کیمل آباد کے ہیں اگر تم یہ
جواب نہیں دو گے تو شاہی کارندے تمہیں قتل کر
دیں گے۔ یہ سن کر لوگ خوفزدہ ہو گئے۔ شاہی
بگھی وہاں پہنچی تو بادشاہ کے سوال کے جواب
میں انہوں نے وہی کہا جو بلّی نے انہیں سکھایا تھا۔





کچھ دور اور آگے جا کر کھیتوں میں لوگ گندم کاٹ رہے تھے بلّی نے انہیں بھی جا کر یہی کہا کہ بادشاہ سلامت پوچھیں گے یہ کھیت کس کے ہیں تو انہیں جواب دیا جائے کہ یہ گندم کے کھیت نواب آف کیمل آباد کی ملکیت ہیں ۔ دوسری صورت میں انہیں قتل کر دیا جائے گا ۔ بادشاہ کی سواری یہاں پہنچی تو بادشاہ کے سوال کے جواب میں لوگوں نے بتایا کہ یہ کھیت نواب آف کیمل آباد کے ہیں۔ اب تو بادشاہ پر نواب آف کیمل آباد کی دولت کا بہت رُعب ہوا۔



اس طرح آگے آگے چلتے ہو
بلّی ایک بہت بڑی عمارت کے سا
پہنچی اس عمارت کے بارے میں مشہو





تھا کہ اس میں ایک بہت بڑا جن رہتا ہے۔ مانو نے عمارت کے دروازے پر دستک دی۔ جن نے دروازہ کھولا تو مانو نے ڈرتے ڈرتے کہا ”مَیں نے سنا ہے کہ آپ اپنے آپ کو چند لمحوں میں کسی بھی رُوپ میں بدل سکتے ہیں۔“ جن نے کہا ہاں تم نے بالکل ٹھیک سنا ہے۔ اگر تمہیں یقین نہیں تو اندر آؤ مَیں تمہیں اس کا عملی مظاہرہ دکھاؤں۔ اندر آ کر جن نے اپنے آپ کو ایک خوفناک شیر میں بدل لیا۔ مانو بلّی ڈر کر کمرے میں رکھی الماری کے اوپر جا بیٹھی اور کہنے لگی ”بے شک آپ جیسے بڑے ڈیل ڈول کے مالک کے لئے اتنے بڑے جانور کی شکل اختیار کرنا کوئی مشکل نہیں۔ مزا تو جب ہے کہ آپ اپنے آپ کو کسی چھوٹے سے جانور کی طرح بنائیں مثلاً چوہا وغیرہ۔“





جن نے بلّی کی بات سن کر غصے سے کہا ہم یہ بھی کر سکتے ہیں۔ اور ایک زور دار چنگھاڑ مار کر اس نے اپنے آپ کو چوہے میں تبدیل کر لیا۔ یہ دیکھتے ہی بلّی نے الماری سے چھلانگ لگائی اور جھپٹ کر چوہے کو نگل لیا۔ اب وہ بالکل بے فکر ہو کر دروازے پر جا کھڑی ہوئی۔



شاہی بگھی جب اس عظیم الشان عمارت کے قریب آئی تو بلّی بھاگ کر آگے آئی اور بولی "جناب مَیں بادشاہ سلامت کو نواب آف کیمل آباد کی رہائش گاہ پر خوش آمدید کہتی ہوں۔" اتنی بڑی عمارت دیکھ کر بادشاہ کے دل میں عمر کی عزت مزید بڑھ گئی۔ اب بادشاہ نے عمر سے پوچھا "کیا مَیں آپ کے گھر کو اندر سے بھی دیکھ سکتا ہوں۔"

عمر بیچارہ جو تمام واقعات سے بے خبر تھا صرف گردن ہلا کر رہ گیا۔ بادشاہ نے عمر کی حویلی اور اس کے کھیتوں کی خوب تعریف کی۔ اور اس نے عمر سے پوچھا کیا وہ شہزادی سے شادی کرنا چاہے گا۔ عمر کو بھی شہزادی اچھی لگی تھی اس لئے عمر سے فوراً ہی شادی کی حامی بھر لی۔ کچھ دن بعد شہزادی اور عمر کی شادی ہو گئی اور دونوں ہنسی خوشی رہنے لگے۔





آمنہ اور تین بھالو

ایک جنگل میں بھالوؤں کا ایک گھر آباد تھا۔ اس گھر میں تین بھالو تھے۔ سب سے بڑا ڈیڈی بھالو تھا۔ اُس سے چھوٹا ممّی بھالو جبکہ سب سے چھوٹا منّا بھالو تھا۔

ایک روز صبح سویرے بھالو سو کر اُٹھے تو انہیں سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔ ڈیڈی بھالو کھیر بڑی مزیدار بناتے تھے اسی لئے منّے بھالو نے فرمائش کی کہ آج ڈیڈی بھالو کھیر پکا کر کھلائیں۔



ڈیڈی بھالو نے شہد، بادام اور میوہ ڈال کر بہت مزیدار کھیر تیار کی لیکن جب تینوں بھالو کھیر کھانے لگے تو یہ بہت زیادہ گرم تھی۔ ممّی بھالو نے تجویز پیش کی کہ جب تک کھیر ٹھنڈی ہو کیوں نہ ہم لوگ صبح کی سیر کر آئیں۔



منّے بھالو نے کہا ''مجھے بہت بھوک لگی ہے مَیں سیر کرنے نہیں جاؤں گا۔ مجھے کھیر ٹھنڈی کر کے کھانے کے لئے دو۔'' ممّی بھالو نے سمجھایا ''بیٹا! ضد نہیں کرتے بڑوں کا کہنا مانتے ہیں۔ آؤ شاباش جلدی چلو ہم صبح کی سیر بھی کریں گے اور ساتھ ہی کچھ پھل بھی توڑ کر لائیں گے۔''

تینوں بھالو جنگل میں سیر کرنے نکل کھڑے ہوئے۔ ممّی بھالو نے آواز دے کر کہا منّے بھالو اندر سے ایک ٹوکری لیتے آنا تاکہ پھل لانے میں آسانی رہے۔ اور ہاں... گھر کا دروازہ بند کر دینا۔ منّا بھالو آخر میں گھر سے ٹوکری لے کر نکلا تو اپنے پیچھے گھر کا دروازہ بند کرنا بھول گیا۔

آج جنگل میں موسم بہت خوشگوار تھا۔ ہلکے ہلکے بادل چھائے ہوئے تھے۔ مسحور کن ہوا چل رہی تھی۔ آمنہ اپنے گھر کے قریب واقع اس جنگل میں ہواخوری کے لئے آئی ہوئی تھی۔ جنگل میں گھومتے پھرتے آمنہ جب بھالوؤں کے گھر کے قریب آئی تو اسے اندر سے مزیدار کھیر کی خوشبو آئی۔





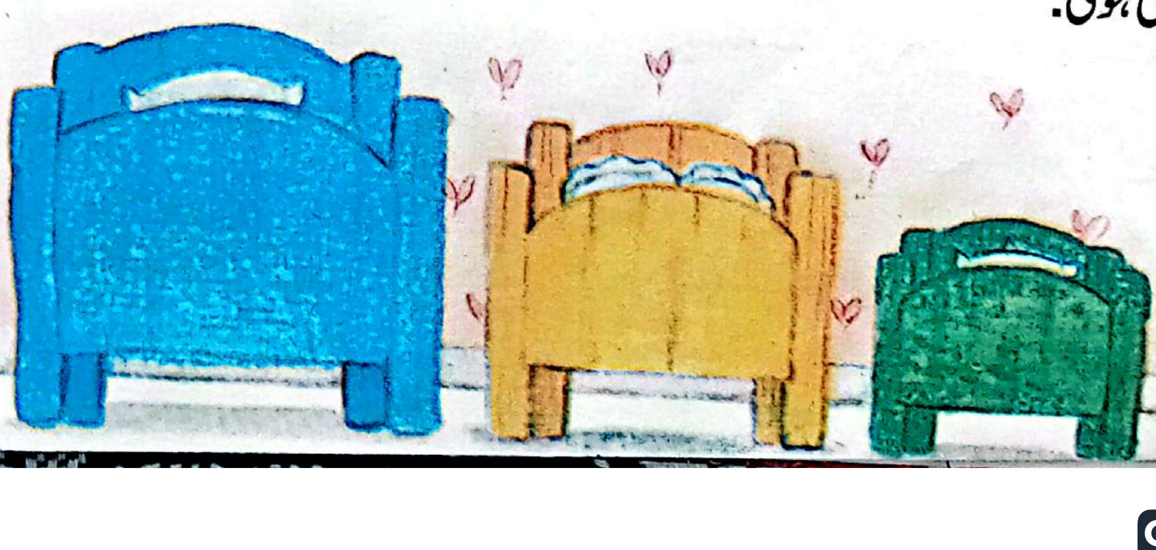
اس بچی کا نام آمنہ تھا۔ آمنہ نے گھر کے اندر جھانک کر دیکھا تو اندر کوئی نظر نہ آیا۔ وہ گھر کے اندر چلی آئی۔ اس نے دیکھا گھر کے اندر ایک میز کے گرد تین کرسیاں رکھی تھیں اور میز پر کھیر سے بھرے تین پیالے رکھے تھے۔ آمنہ نے بڑے پیالے میں سے کھیر چکھی تو یہ بہت گرم تھی اس نے کہا ”یہ تو بہت گرم ہے۔“



پھر اس نے دوسرے پیالے میں سے کھیر کا چمچہ بھر کر منہ میں رکھا اور خود سے بولی ”افوہ... یہ بہت زیادہ میٹھی ہے۔“ اب اس نے تیسرے پیالے سے کھیر کھا کر دیکھی اور کہنے لگی ”واؤ.. یہ تو بہت مزیدار ہے۔“ اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے کھیر کا پیالہ خالی کر دیا۔



آمنہ کیونکہ کافی دیر سے جنگل
میں سیر کر رہی تھی اس لئے کھیر کھانے
کے بعد آمنہ نے سوچا کچھ دیر آرام کرلیا
جائے۔ یہ سوچ کر وہ ڈیڈی بھالو کی
کرسی پر بیٹھی لیکن یہ کافی سخت تھی۔
آمنہ نے سوچا یہ تو آرام دہ نہیں ہے
اس لئے ممّی بھالو کی کرسی پر بیٹھ کر دیکھا
جائے۔ جب وہ ممّی بھالو کی کرسی پر بیٹھی
تو وہ اندر دھنس گئی۔ آمنہ بولی "نہیں یہ
کرسی بھی میرے لئے مناّسب نہیں۔"
یہ کہتے ہوئے اس نے منّے بھالو کی
کرسی پر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن یہ کرسی
کیونکہ بہت چھوٹی تھی اس لئے آمنہ کا وزن نہ سہار سکی اور ٹوٹ گئی۔ آمنہ نے منّے بھالو کی کرسی جوڑنے کی
کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوسکی۔ آخر کافی تگ ودو کے بعد اس نے ٹوٹی ہوئی کرسی کے ٹکڑے وہیں چھوڑے
اور اُٹھ کھڑی ہوئی۔





آمنہ کو کھیر کھانے کے بعد نیند آنے لگی تھی. اس نے اوپر کی منزل پر جا کر دیکھا تو وہاں تین بستر بچھے ہوئے تھے. آمنہ نے سب سے بڑے بستر پر لیٹنے کی کوشش کی یہ بستر ڈیڈی بھالو کا تھا. آمنہ اس پر چڑھنے میں کامیاب نہ ہو سکی کیونکہ بستر کافی اونچا تھا. پھر اس نے ممّی بھالو کے بستر پر لیٹنے کی کوشش کی تو یہ بھی اس کے لئے مناسب نہ تھا. آخر میں آمنہ منّے بھالو کے بستر پر لیٹ کر سوگئی.



کافی دیر بعد جب تینوں بھالو سیر کر کے گھر واپس آئے تو انہیں گھر میں کچھ عجیب عجیب سا محسوس ہوا. ڈیڈی بھالو نے کہا ''ارے دیکھو کسی نے میری کرسی پر بیٹھنے کی کوشش کی ہے اور شاید میرے پیالے سے کھیر کھانے کی بھی کوشش کی ہے.''



ممّی بھالو نے کہا ''ہاں.. دیکھو میری

کرسی بھی اپنی جگہ سے ہٹی ہوئی ہے

اور میرے پیالے سے بھی لگتا ہے

کسی نے کھیر کھانے کی کوشش کی

ہے۔'' آخر میں منّا بھالو بولا ''یہ

دیکھو کسی نے میرے پیالے میں

سے ساری کھیر کھا لی ہے اور میری

کرسی بھی توڑ دی ہے۔''



ابھی یہ تینوں باتیں کر ہی رہے

تھے کہ انہیں اوپر اپنے بیڈروم سے

کچھ نامانوس سی آوازیں سنائیں

دیں۔ آوازیں سن کر بھالو بہت

پریشان ہوئے۔ پھر ڈیڈی بھالو نے

ہے ہمیں اوپر جا کر

دیکھنا چاہیے شاید کوئی ابھی تک

ہمارے گھر میں موجود ہے۔

ڈیڈی بھالو کی بات سن کر ممّی اور منّا بھالو ڈیڈی کے پیچھے پیچھے آہستہ قدموں سے چلتے اوپر والے کمرے میں پہنچے۔ ڈیڈی بھالو نے کہا ''دیکھو کسی نے میرے بستر پر لیٹنے کی کوشش کی ہے۔ اس کی چادر اپنی جگہ سے ہٹی ہوئی ہے۔'' ممّی بھالو نے کہا ''کسی نے میرے بستر پر بھی لیٹنے کی کوشش کی ہے۔'' منّا بھالو بولا ''کوئی میرے بستر پر لیٹا تھا... نہیں نہیں بلکہ ابھی تک لیٹا ہے اور سو رہا ہے۔'' منّے بھالو کی بات سن کر ممّی اور ڈیڈی بھالو بھی اس کے بستر کے قریب آ گئے۔ انہوں نے دیکھا تو آمنہ بڑے مزے سے منّے بھالو کے بستر میں سو رہی تھی۔ اسے دیکھ کر بھالو آپس میں ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ وہ کون ہے۔



بھالوؤں کی آوازیں سن کر آمنہ کی آنکھ کھل گئی وہ اپنے اردگرد بھالوؤں کو دیکھ کر پریشان ہوگئی اور جلدی سے بستر سے نکل کر باہر کی طرف دوڑ لگادی۔ اپنے گھر پہنچنے تک آمنہ نے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا اور آئندہ کبھی جنگل کے اس حصے میں نہ گئی۔





پریاں اور غریب موچی

ایک شہر میں ایک موچی رہا کرتا تھا۔ مکان کے اوپر والے حصے میں اس کی رہائش تھی جبکہ نچلے حصہ میں اس نے اپنی دوکان قائم کر رکھی تھی۔ اسی دوکان کے ایک کونے میں اس نے نئے جوتے بنانے کے اوزار رکھے ہوئے تھے۔ یہ اوزار ایک چھوٹی سی میز پر بڑے سلیقے سے رکھے ہوتے تھے۔

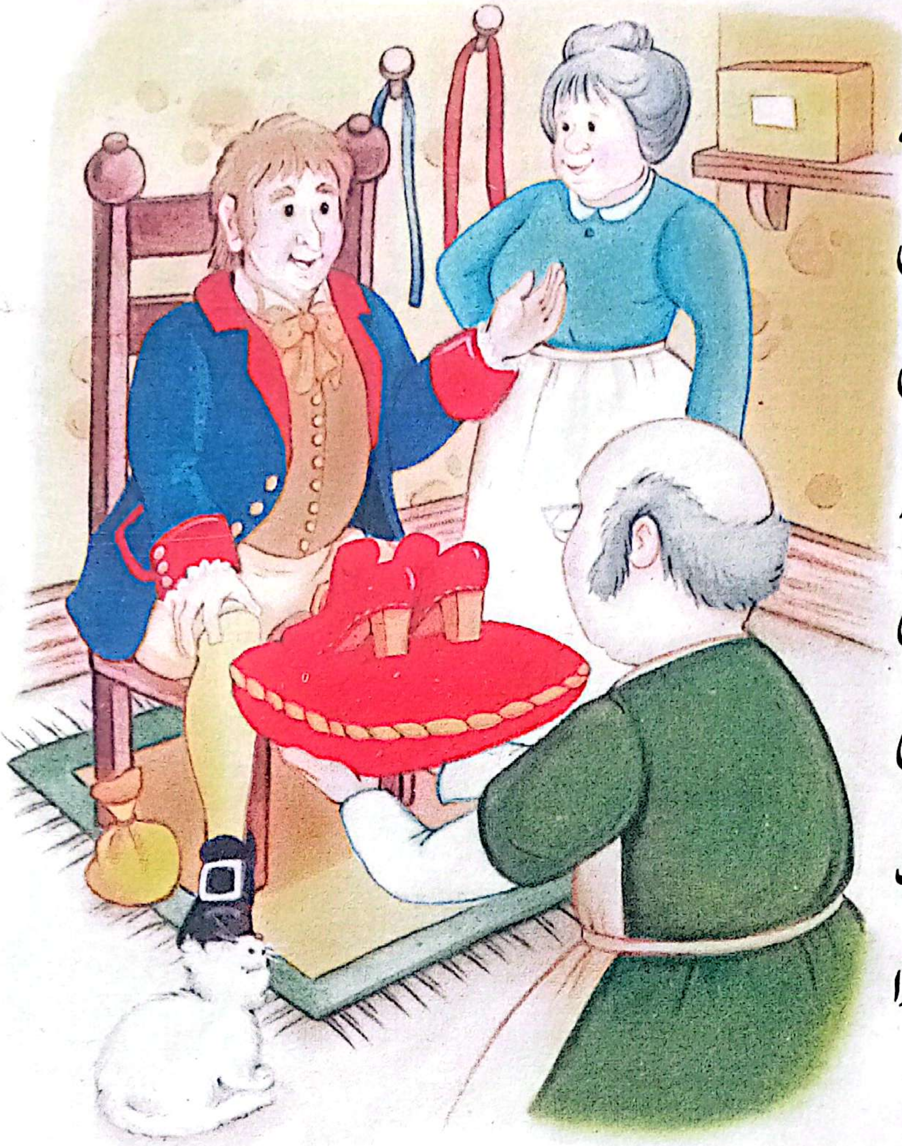
موچی دن رات خوب محنت کرتا لیکن اس کے باوجود اسے اتنی آمدنی نہ ہوتی کہ وہ خوشحال زندگی گزار سکے۔ یہاں تک کہ ایک وقت ایسا بھی آیا جب موچی کی تمام جمع پونجی بھی ختم ہونے کو تھی۔ اب موچی بہت پریشان ہوا اور سوچنے لگا اس مرتبہ تمام بل ادا کرنے کے بعد تو اس کے پاس نئے جوتے بنانے کے لئے بھی رقم نہیں بچے گی۔ یہ خیال آتے ہی موچی کا دل کام سے اچاٹ ہو گیا۔ وہ جو جوتے بنا رہا تھا اس کا چمڑا وہیں پڑا چھوڑ کر اُٹھا اور اپنے رہائش والے حصے کی طرف چلا گیا۔ کھانا کھا کر دونوں میاں بیوی اپنی تنگ دستی کا حل تلاش کرتے کرتے سو گئے۔





دوسرے روز صبح موچی ناشتے
سے فارغ ہو کر اپنی دوکان میں
پہنچا تو وہ بہت حیران ہوا کیونکہ کل
جو چمڑا اس نے جوتوں کے لئے
کاٹ کر چھوڑا تھا اس کے جوتے
تیار تھے ۔ اور یہ جوتے اتنے
خوبصورت تھے کہ موچی نے کبھی
اتنے عمدہ جوتے نہ بنائے تھے.
موچی نے زور زور سے اپنی بیوی
کو آوازیں دینی شروع کر دیں.
آوازیں سُن کر اس کی بیوی دوکان
میں داخل ہوئی تو موچی نے پوچھا ’’کیا یہ اتنے خوبصورت جوتے تم نے بنائے ہیں؟‘‘ موچی کی بیوی نے کہا
’’نہیں... مَیں ایسے اچھے جوتے کیسے بنا سکتی ہوں. مَیں نے تو پہلے کبھی جوتے بنائے ہی نہیں.‘‘





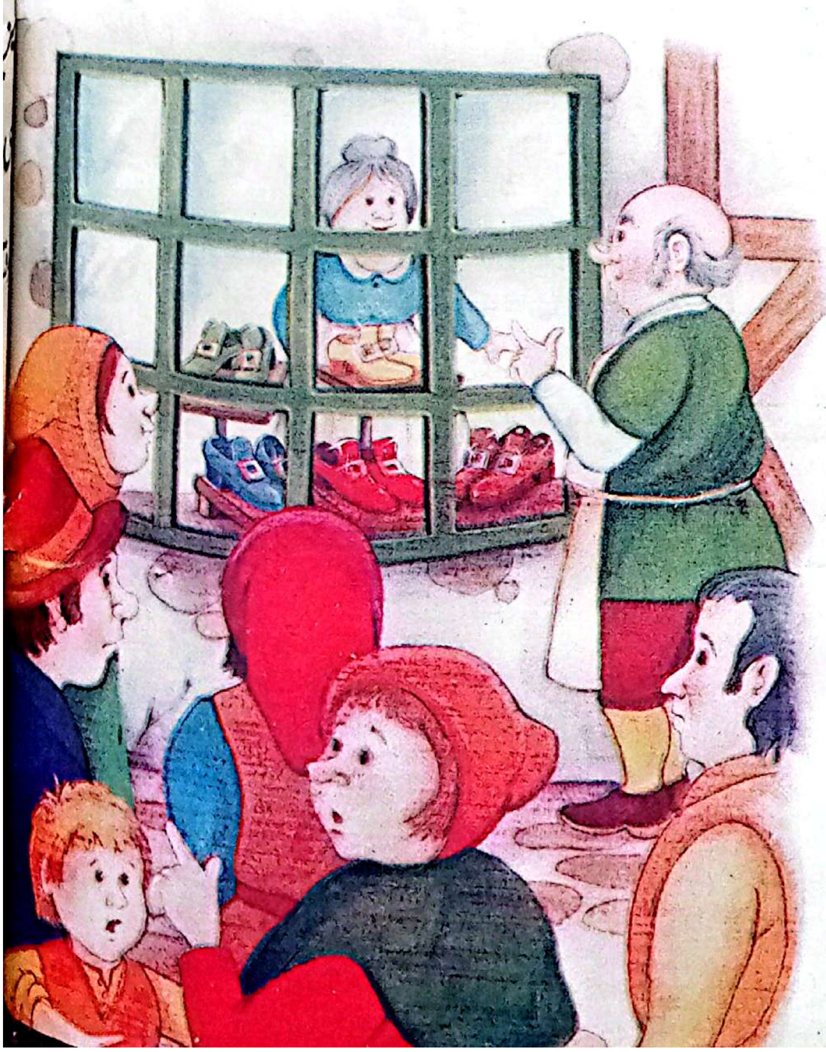
موچی نے جوتے اُٹھا کر دوکان کے دروازے کے ساتھ بنے ہوئے شوکیس میں اس طرح رکھ دیئے کہ دوکان کے باہر سے ہر شخص کی نظر ان پر پڑتی تھی۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ ایک آدمی نے آکر جوتے خریدنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس نے موچی کو جوتوں کی اتنی اچھی قیمت دی کہ موچی کبھی سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ اب موچی نے اس رقم سے گھر کے لئے راشن خریدا اور مزید جوتوں کے لئے چمڑا بھی خرید لیا۔

خریداری سے فارغ ہو کر موچی واپس آیا تو شام ہونے کو تھی۔ موچی کی بیوی کھانا بنانے کی تیاری کرنے لگی جبکہ موچی چمڑا لے کر دوکان والے حصے میں آ گیا۔ موچی نے دو جوڑے جوتوں کیلئے چمڑا کاٹا۔ وہ ابھی انہیں سینے کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اس کی بیوی نے آواز دے کر کہا ’’کھانا تیار ہے آ کر کھانا کھا لو... باقی کام صبح کر لینا۔‘‘ یہ سن کر موچی نے کاٹا ہوا چمڑا اپنے کام کرنے والی میز پر چھوڑا اور رہائشی حصے کی طرف آ گیا۔



دوسرے روز صبح جب موچی دوکان میں آیا تو وہ ایک مرتبہ پھر حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ کیونکہ رات کو موچی نے جو چمڑا کاٹ کر رکھا تھا۔ اس کے آج پھر بہت عمدہ جوتے تیار تھے۔ موچی نے ایک مرتبہ پھر اپنی بیوی کو بلا کر جوتوں کے بارے میں پوچھا لیکن اس نے اس مرتبہ بھی اپنی لاعلمی کا اظہار کیا۔ موچی نے جوتے اُٹھا کر شوکیس میں رکھ دیئے۔ تھوڑی دیر بعد جوتے بِک گئے۔





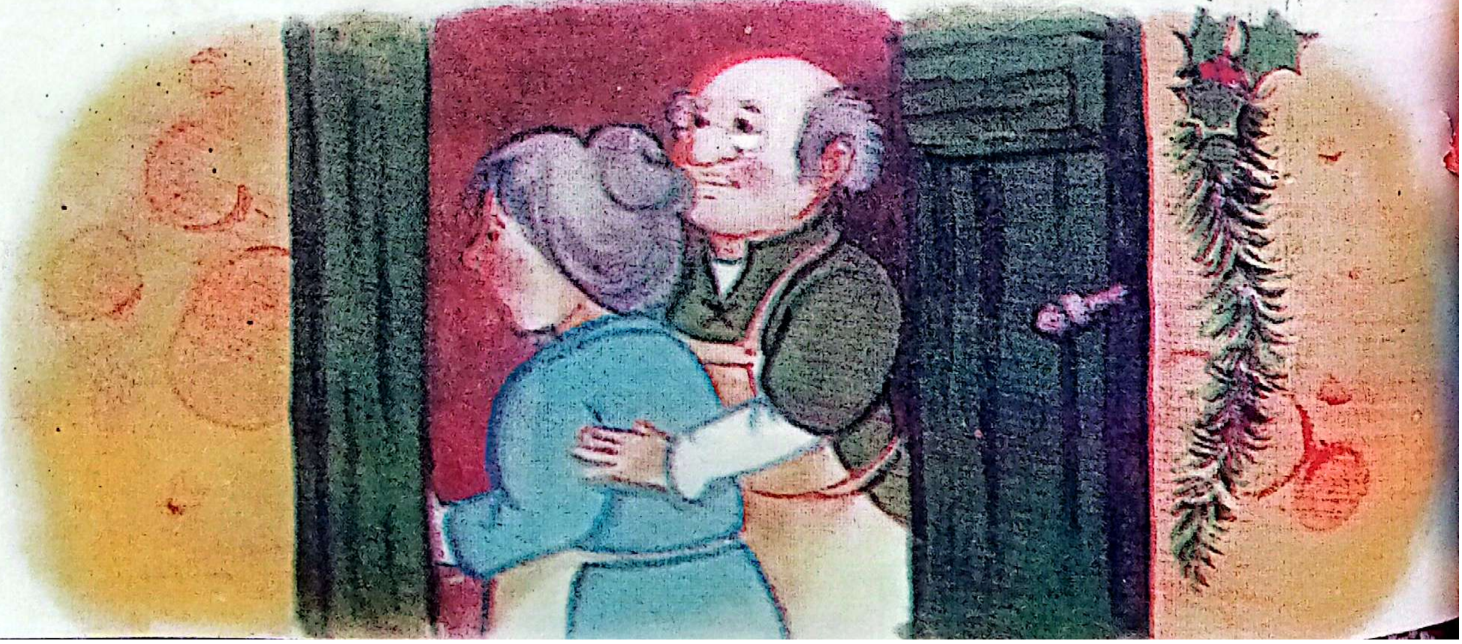
اب تو یہ روزانہ کا معمول بن گیا کہ موچی چمڑا کاٹ کر دوکان میں رکھتا اور صبح اسے جوتے تیار ملتے اور دلچسپ بات یہ کہ اپنی خوبصورتی کی وجہ سے کچھ ہی دیر بعد یہ جوتے فروخت ہو جاتے۔ موچی اور اس کی بیوی اب کافی خوشحال زندگی گزار رہے تھے۔



ایک دن موچی کی بیوی نے کہا ہمیں معلوم تو کرنا چاہیئے کہ رات کو کون ہمارے لئے جوتے بنا کر جاتا ہے۔

موچی نے کہا آج رات کو ہم دوکان کی نگرانی کریں گے اور دیکھیں گے کہ کون ایسا مہربان ہے جو روزانہ ہمارے لئے کام کرتا ہے۔

موچی اور اس کی بیوی شام ہوتے ہی کٹا ہوا چمڑا کام کرنے والی میز پر چھوڑ کر دوکان میں رکھی ایک بڑی سی الماری کے اندر چھپ کر بیٹھ گئے اور تھوڑا سا دروازہ کھول کر دوکان میں جھانکنے لگے۔ آدھی رات کے وقت آتش دان کی چمنی میں کچھ آوازیں آتی محسوس ہوئیں۔

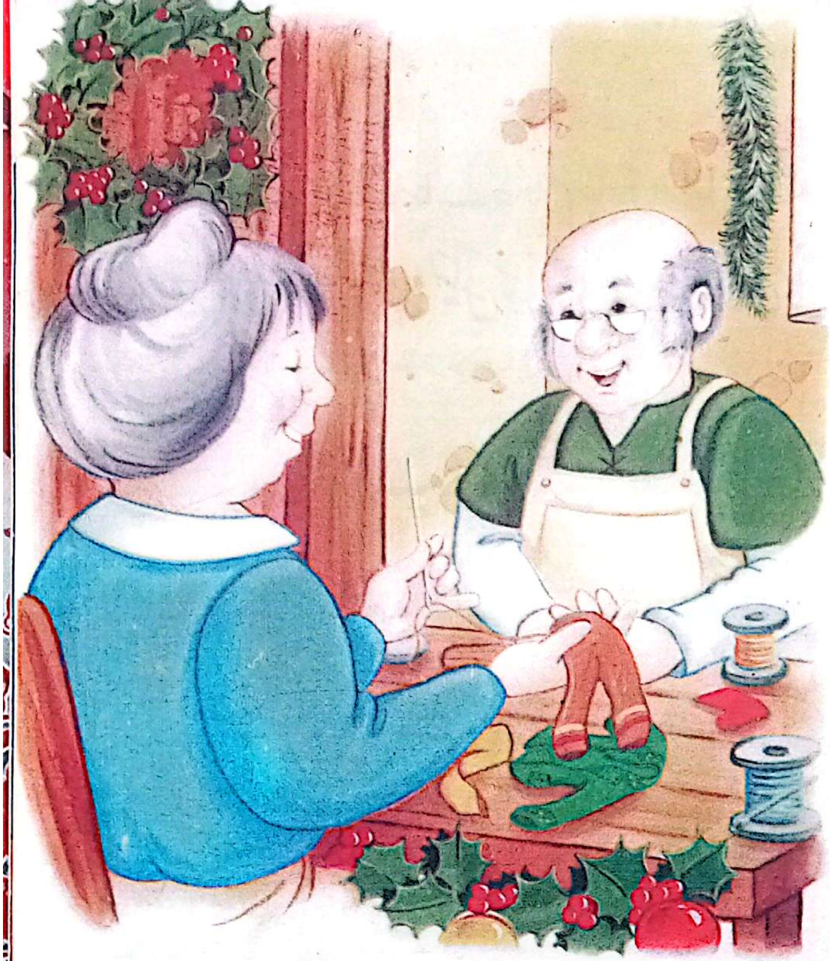




تھوڑی دیر بعد انہوں نے دیکھا کہ دو خوبصورت ننھی منی پریاں ہوا میں تیرتی ہوئی چمنی کے ذریعے دوکان میں داخل ہوئیں اور کام کرنے والی میز کے پاس رکھے سٹول پر بیٹھ کر انہوں نے جوتے سینے کا کام شروع کر دیا۔ صبح ہونے سے کچھ دیر قبل جوتے کے دونوں جوڑے تیار ہو چکے تھے۔ خوبصورت جوتے میز پر اسی طرح چھوڑ کر دونوں ننھی پریاں ہوا میں اُڑتی ہوئی واپس چلی گئیں۔

موچی نے اپنی بیوی سے کہا بہت دنوں سے یہ ننھی پریاں ہمیں اچھے اچھے جوتے بنا کر دے رہی ہیں۔ میرا خیال ہے ہم بھی انہیں کوئی تحفہ دیں۔ موچی کی بیوی بولی دونوں پریاں ننگے پاؤں تھیں اور ان کے کپڑے بھی عام سے تھے شاید انہیں ان کپڑوں میں سردی لگتی ہو کیوں نہ مَیں ان دونوں کے لیے گرم کپڑے بنا دوں۔ موچی نے بھی بیوی کی ہاں میں ہاں ملائی۔ اسی دن موچی کی بیوی نے دونوں پریوں کے لئے بہترین گرم جیکٹیں تیار کیں اور ساتھ ہی دو جوڑے چھوٹے چھوٹے خوبصورت جرابوں کے جوتے بھی بنائے۔





دوسرے دن انہوں نے شام کے وقت کام کرنے کی میز پر بجائے جوتوں کے لئے چمڑا کاٹ کر رکھنے کے دونوں ننھی منی پریوں کے لئے جیکٹ اور جرابوں کے گفٹ پیک تیار کر کے رکھ دیئے اور الماری میں چھپ کر پریوں کا انتظار کرنے لگے۔ آدھی رات کے بعد پریاں دوکان میں داخل ہوئیں اور کام کرنے والی میز کے پاس آکر کھڑی ہوگئیں۔

میز پر جوتوں کے لئے چمڑے کی جگہ گفٹ دیکھ کر انہیں حیرانگی ہوئی۔ دونوں نے آپس میں مشورہ کے بعد گفٹ کھولے تو اس میں چھوٹی چھوٹی جرابیں اور جیکٹیں دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور انہوں نے فوراً جیکٹیں اور جرابیں پہن لیں۔ اب وہ دونوں پریاں بہت خوش تھیں۔ خوشی سے دونوں پریاں جھومتی رہیں۔ اور پھر ہوا میں تیرتی ہوئی چمنی کے راستے دوکان سے باہر نکل گئیں۔ اس کے بعد وہ کبھی دوکان میں کام کرنے نہ آئیں۔



موچی نے جوتے بنانے کا کام جاری رکھا جو کہ عمدہ اور خوبصورت ہوتے تھے اور وہ پورے علاقے میں بہت امیر اور مشہور ہو گیا۔ لیکن کوئی بھی اپنے جوتوں کا ننھی پریوں کے بنائے ہوئے نرم و نازک جوتوں سے موازنہ نہ کرسکا۔





سنہرے بالوں والی لڑکی

ایک جنگل کے قریب دریا کے کنارے ایک آدمی رہتا تھا۔ اس کی بیوی نہایت ضدی عورت تھی۔ ایک روز عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ وہ دریا کے اس پار جنگل سے مزے مزے کے کچھ پھل لے کر آئے۔ آدمی نے اسے سمجھایا کہ جنگل کے جس حصے میں پھل دار درخت لگے ہیں وہاں ایک بدروح کا قبضہ ہے اس لئے وہ جنگلی پھل منگوانے کی ضد نہ کرے۔ لیکن اس کی بیوی نے ایک نہ سنی اور کہنے لگی اگر تم مجھے جنگلی پھل نہیں لا کر دو گے تو مَیں کھانا بھی نہیں کھاؤں گی۔



کھانا نہ کھانے کی وجہ سے عورت کمزور ہونے لگی۔ یہاں تک کہ اس کے زندہ بچنے کی امید بھی ختم ہونے لگی۔ آخر مجبور ہو کر آدمی ایک شام جنگل کے پھل دار درختوں والے حصے میں پہنچا اور اپنی بیوی کی پسند کے کچھ پھل توڑنے لگا۔



یکا یک ایک زوردار آواز نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا ''ہوں ں ں... تم کون ہو... اور تمہیں یہاں سے پھل توڑنے کی جرأت کیسے



ہوئی؟'' یہ آواز اسی بدروح کی تھی جس کا ان درختوں پر قبضہ تھا۔ آدمی بہت خوفزدہ ہوا اور کہنے لگا ''مجھے معاف کر دو میرا مقصد بہت سے پھل چرانا نہیں تھا۔ بلکہ مَیں تو فقط تھوڑا سا پھل اپنی بیمار بیوی کے لئے لے جانا چاہتا تھا۔ اگر اس کو یہ پھل نہ ملا تو خدشہ ہے کہ وہ مر جائے گی۔'' بدروح بولی ''ٹھیک ہے مَیں تمہیں پھل لے جانے دوں گی لیکن اس کے بدلے تم مجھے کچھ دو گے۔'' آدمی نے کہا ''ٹھیک ہے... بتاؤ مَیں تمہیں اس کے بدلے کیا دوں؟'' بدروح نے جواب دیا ''نہیں... ابھی کچھ نہیں بلکہ جب تمہارے گھر بچہ پیدا ہوگا تو وہ مَیں لوں گی اگر تمہیں منظور ہے تو جتنا مرضی پھل لے جاؤ... ورنہ... سزا کے لئے تیار ہو جاؤ۔'' آدمی نے جلدی سے کہا ''مجھے تمہاری شرط منظور ہے۔'' اس پر بدروح نے اسے کسی بھی وقت جنگلی پھل توڑنے کی اجازت دے دی۔

آدمی جنگلی پھل لے کر گھر پہنچا تو اس کی بیوی بہت خوش ہوئی۔ اب یہ معمول ہو گیا کہ آدمی روزانہ جنگلی پھل توڑ کر لاتا اور عورت خوش ہو کر کھاتی۔ کچھ ہی دنوں میں وہ پھر سے صحت مند ہو گئی۔



تھوڑے عرصے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک بیٹی سے نوازا۔ لڑکی انتہائی خوبصورت تھی۔ گورے گورے رنگ پر کالی آنکھیں اور گڑیا کے بالوں کی طرح سنہری بال اس کے حسن کو چار چاند لگا رہے تھے۔ دونوں میاں بیوی بچی کو دیکھ کر پوری طرح خوش بھی نہ ہوئے تھے کہ بدروح وہاں آدھمکی۔ آدمی نے جب بدروح کو دیکھا تو اسے بدروح سے کیا ہوا وعدہ یاد آ گیا۔ اب تو وہ بہت پچھتایا اور لگا بدروح کی منتیں کرنے کہ وہ جو چاہے سو لے لیکن بچی کو ان سے جدا نہ کرے۔ لیکن بدروح نے اس کی باتوں کی کوئی پرواہ نہ کی اور چپ چاپ بچی کو اُٹھا کر وہاں سے نکل گئی۔

بدروح نے بچی کا نام مدیحہ رکھا اور جنگل کے ایک کونے میں اس کے لئے بہت آرام دہ جھونپڑی بنائی۔ غرض بدروح نے مدیحہ کی پرورش بڑے ناز و نعم سے کی۔ لیکن اس کی بارہویں سالگرہ کے موقع پر بدروح نے جنگل میں ایک بہت اونچا مینار بنوا کر اس کے اوپر ایک کمرے میں مدیحہ کو قید کر دیا۔ اس مینار میں نہ کوئی دروازہ تھا اور نہ ہی اوپر جانے آنے کے لئے سیڑھیاں تھیں۔ کمرے میں ایک چھوٹی سی کھڑکی تھی۔ بدروح روزانہ مدیحہ کو ملنے آتی اور مینار کے نیچے کھڑے ہو کر آواز دیتی ''مدیحہ... اری او مدیحہ اپنے بال تو ذرا نیچے لٹکاؤ۔'' مدیحہ اپنے لمبے سنہری بال مینار کی کھڑکی سے نیچے لٹکا دیتی اور بدروح ان کو پکڑ کر مینار پر چڑھ جاتی۔ اسی طرح واپسی پر بھی بدروح بالوں ہی سے سیڑھی کا کام لیتی اور اتر کر چلی جاتی۔





مدیحہ اکثر کھڑکی کے پاس اداس بیٹھی گانے گاتی رہتی تھی۔ ایک دن مدیحہ اپنی عادت کے مطابق وقت گزاری کے لئے گانا گا رہی تھی کہ قریبی ملک کا شہزادہ شکار کی تلاش میں ادھر سے گزرا۔ گانے کی آواز سن کر شہزادہ وہیں کھڑا ہو گیا اور آواز کی سمت کا اندازہ لگانے لگا۔ اچانک شہزادے کی نظر مینار کی چوٹی پر کھڑکی میں بیٹھی مدیحہ پر پڑی۔ ابھی شہزادہ مینار پر جانے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ بدروح و ں آگئی۔ شہزادہ بدروح کو دیکھ کر ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا۔ بدروح نے آواز دے کر مدیحہ کو بال نیچے لٹکانے کے لئے کہا تو مدیحہ نے بال لٹکا دیئے اور بدروح ان کے ذریعے مینار کے اوپر چڑھ گئی۔



شہزادہ چھپ کر تمام منظر دیکھتا رہا۔ بدروح کے جانے کے بعد شہزادہ درخت کی اوٹ سے نکلا اور مینار کے نیچے جا کر بدروح کی طرح بولا ”مدیحہ... اری او مدیحہ... ذرا اپنے بال تو نیچے لٹکا دے۔“





مدیحہ بدروح کی دوبارہ آمد پر حیران ہوئی لیکن اس نے بال نیچے لٹکا دیئے۔ شہزادہ بالوں کے ذریعے اوپر پہنچا تو مدیحہ اسے دیکھ کر پریشان ہوگئی۔ شہزادے نے کہا ''گھبراؤ نہیں مَیں تمہاری خوبصورت آواز سن کر آیا ہوں۔ مَیں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔''

اس روز کے بعد شہزادہ روزانہ مدیحہ کو ملنے آنے لگا۔ کچھ ہی دن گزرے تھے کہ شہزادے نے مدیحہ سے شادی کی خواہش ظاہر کی۔ مدیحہ نے کہا یہ کیسے ممکن ہے مَیں تو اس مینار سے نیچے نہیں اتر سکتی۔ آخر تھوڑی دیر سوچنے کے بعد مدیحہ نے کہا ''تم جب بھی مجھے ملنے آؤ ریشم کا ایک گولہ لے آیا کرو مَیں یہاں فارغ وقت میں اس سے ایک رسّی تیار کروں گی اور جب مینار جتنی لمبی رسی تیار ہو جائے گی تو مَیں مینار سے اتر کر تمہارے ساتھ چلی جاؤں گی۔'' اب شہزادہ روزانہ آتے وقت ایک گولہ ریشم کا لے آتا۔ آخر کار وہ دن بھی آ گیا جب رسّی تیار ہوگئی۔ مدیحہ نے شہزادے کو بتایا کہ کل مَیں تمہارے ساتھ بھاگ چلوں گی۔





اسی روز بدروح جب بالوں
کے ذریعے مینار پر آئی تو مدیحہ کے
منہ سے بے اختیار سسکاری نکلی
اور وہ بولی ''س س س... آہستہ
چڑھو... شہزادہ تو اتنی زور سے
بال نہیں کھینچتا۔'' یہ سنتے ہی بدروح
غصے سے چلائی ''ذلیل . . .
کمینی . . . نا ہنجار . . . تیری یہ
مجال . . . مَیں نے اتنے نازونعم
سے تیری پرورش کی . . . اور . . .
اور... تو نے مجھے یہ صلہ دیا...
ٹھہر جا مَیں تجھے ابھی بتاتی ہوں۔'' یہ کہہ کر بدروح نے قینچی پکڑ کر مدیحہ کے لمبے سنہری بال کاٹ دیئے۔ اور
جادو کے زور سے مدیحہ کو ایک دور دراز علاقے میں پہنچا دیا۔



دوسرے دن شہزادے نے مینار کے نیچے آکر آواز دی اور مدیحہ کو کہا وہ اپنے بال نیچے لٹکائے۔ بالوں کے ذریعے چڑھ کر شہزادہ مینار پر پہنچا تو یہ دیکھ کر بہت حیران ہوا کہ وہاں مدیحہ کی جگہ بدروح بیٹھی تھی۔ بدروح نے کہا" آؤ... آؤ... شہزادے سناؤ کیسے آنا ہوا... مدیحہ تو یہاں سے چلی گئی... اب تم کیا کرو گے۔"

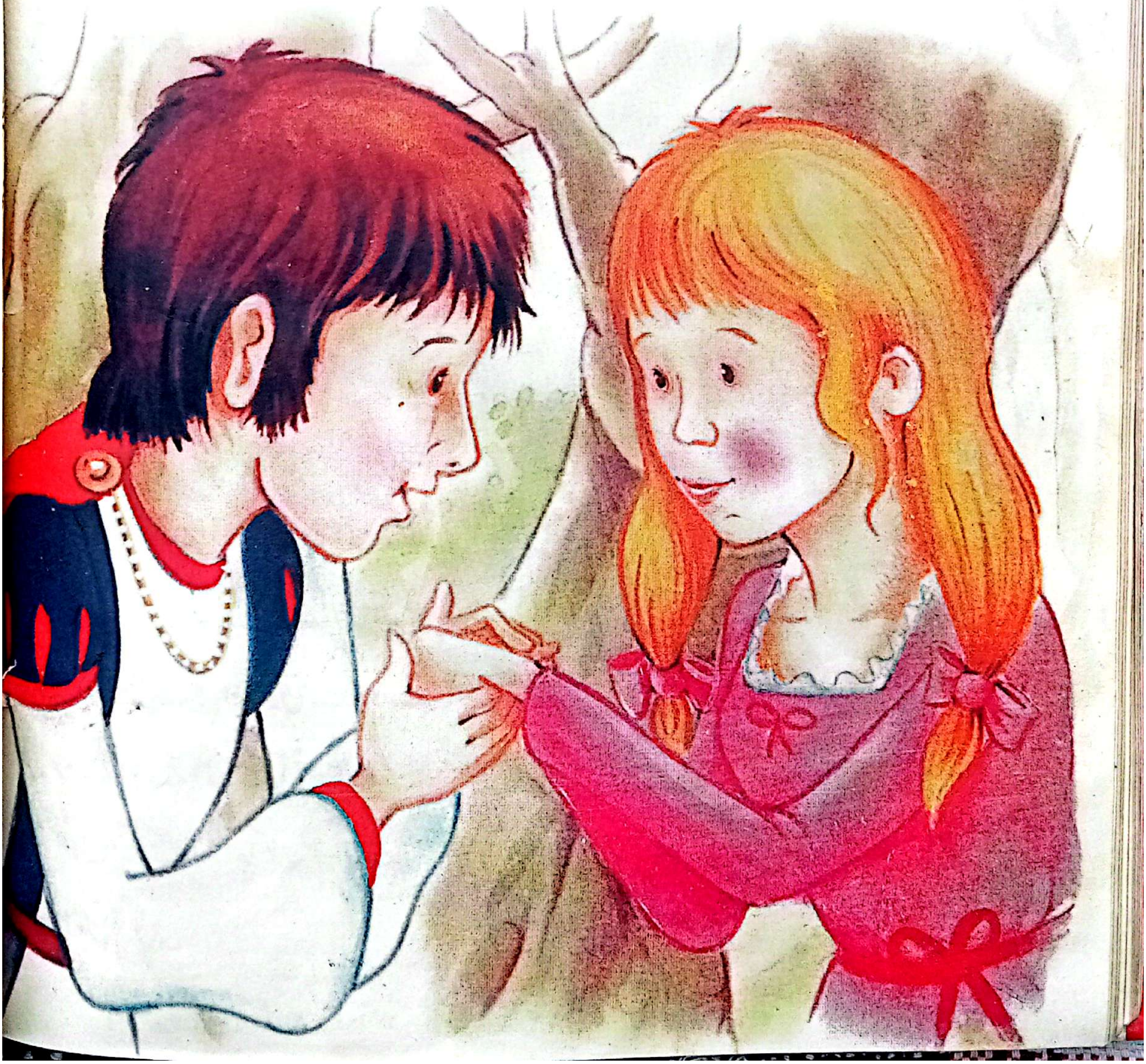
شہزادہ بدروح کی باتیں سن کر بہت غمگین ہوا اور اس نے مینار سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ مینار سے گرتے وقت درخت کی شاخ آنکھوں میں لگنے سے شہزادے کی بینائی ختم ہوگئی۔



شہزادہ کافی عرصہ تک جنگل میں بھٹکتا رہا۔ ایک دن اسی طرح آوارہ بھٹکتے ہوئے شہزادے نے گانے کی آواز سُنی۔ اس نے آواز کی سمت کا اندازہ لگایا اور راستہ ٹٹولتے ہوئے اس طرف بڑھنے لگا۔ آواز کے قریب پہنچ کر شہزادے نے اونچی آواز میں پکارا "مدیحہ کیا یہ تم ہی گا رہی ہو؟" مدیحہ نے جب مڑ کر دیکھا تو شہزادہ اس کے بالکل قریب کھڑا تھا وہ بھاگ کر اپنے شہزادے سے لپٹ گئی اور خوشی سے رونے لگی۔ روتے روتے اس کے آنسو شہزادے کی آنکھوں پر گرے اور اچانک شہزادے کی بینائی واپس آگئی۔

دونوں بہت خوش ہوئے۔ شہزادہ مدیحہ کو لے کر اپنے ملک روانہ ہو گیا۔ وہاں جا کر دونوں نے شادی کر لی اور ہنسی خوشی رہنے لگے۔





خوفناک درندہ

پیارے بچو! ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی ملک میں ایک بہت ہی امیر تاجر رہتا تھا۔ اس کا نام عبداللہ تھا۔ عبداللہ کی تین بیٹیاں تھیں بڑی کا نام ماہین تھا منجھلی کا نام حریا جبکہ سب سے چھوٹی کا نام حسینہ تھا۔ حسینہ صرف نام کی حسینہ نہ تھی بلکہ اللہ تعالی نے اس کو واقعی بے پناہ حسن سے نوازا تھا یہی وجہ تھی کہ حسینہ کی باقی دونوں بہنیں اس سے بہت حسد کیا کرتی تھیں۔

عبداللہ ایک روز تجارت کے سلسلے میں دوسرے ملک کے سفر کے لئے تیار ہوا تو اس نے اپنی تینوں بیٹیوں کو بلا کر پوچھا کہ وہ اپنے لئے کیا تحائف منگوانا پسند کریں گی۔ واجدہ بولی ''ابو جان مجھے تو ہار پہننے کا شوق ہے میرے لئے خوبصورت موتیوں سے بنا سونے کا ہار لے کر آنا۔'' ساجدہ نے کہا مجھے اچھے اچھے کپڑوں کا شوق ہے میرے لئے خوبصورت ریشمی کپڑے لے کر آنا۔''



عبداللہ نے جب اپنی سب سے چھوٹی بیٹی حسینہ سے پوچھا کہ وہ اس کے لئے کیا لے کر آئے تو وہ بولی ''ابو جان میرے لئے ایک سفید گلاب کا پھول لے کر آنا''۔

عبداللہ نے اپنی بیٹیوں سے ان کی فرمائش کے مطابق تحائف لانے کا وعدہ کیا اور سفر پر روانہ ہو گیا۔ سامان تجارت کی خرید وفروخت سے فارغ ہو کر عبداللہ نے اپنی بیٹیوں کے لئے تحائف خریدے لیکن بہت کوشش کے باوجود اس کو سفید گلاب کہیں سے نہ ملا۔ عبداللہ نے سوچا کہ گھر جا کر حسینہ کو اس کی پسند کے مطابق کچھ اور خرید دوں گا۔ لیکن اللہ کی قدرت کہ واپسی کے سفر میں جب وہ ایک گھنے جنگل سے گزر رہا تھا تو زبردست طوفان بادوباراں شروع ہو گیا طوفان اتنا زبردست تھا کہ جنگل میں ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ جس کی وجہ سے تاجر راستہ بھٹک گیا۔ اب تو تاجر عبداللہ بہت پریشان ہوا۔ ابھی تاجر پریشان کھڑا سوچ ہی رہا تھا کہ وہ اس بیابان جنگل میں کس سے راہنمائی حاصل کرے کہ اس کو دور ایک گھر کے آثار نظر آئے۔ عبداللہ یہ سوچ کر اس گھر کی طرف چل پڑا کہ اس گھر کے مکین سے راستہ معلوم کیا جائے۔



دروازے پر کافی دیر دستک دینے کے باوجود کوئی باہر نہ آیا تو عبداللہ نے دروازے کو آہستہ سے دھکیل کر دیکھا ہاتھ لگتے ہی دروازہ خود بخود ہی کھلتا چلا گیا۔ عبداللہ نے گھر کے اندر داخل ہو کر دیکھا وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ ایک کمرے سے بھینی بھینی خوشبو آ رہی تھی عبداللہ نے اس کمرے میں جھانک کر دیکھا تو وہاں گرما گرم مزیدار کھانا رکھا تھا۔ اور یہ خوشبو اسی کھانے کی تھی۔ گرما گرم کھانا دیکھ کر عبداللہ کی بھوک جاگ اٹھی اور وہ دیوانہ وار کھانے پر ٹوٹ پڑا۔ خوب شکم سیر ہو کر کھانے کے بعد عبداللہ ایک کمرے میں لیٹ کر سو گیا۔ راستے کی تھکن کی وجہ سے وہ خوب گہری نیند سویا۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو صبح کی ہلکی ہلکی روشنی کمرے میں آ رہی تھی۔



عبداللہ یہ دیکھ کر بہت حیران ہوا کہ جہاں وہ لیٹا تھا اس بیڈ کے ساتھ میز پر تازہ ناشتہ تیار رکھا تھا۔ اس نے خوب اچھی طرح ناشتہ کیا اور سوچنے لگا یہ بھی خوب مہمان نوازی ہے کہ میزبان خود ابھی تک سامنے نہیں آیا۔ ناشتے کے بعد عبداللہ اپنے بقیہ سفر کے لئے روانہ ہونے لگا تو اس نے دیکھا کہ اس پراسرار محل کے ایک باغیچے میں سفید گلاب لگے ہوئے ہیں۔ سفید گلاب دیکھتے ہی اس کو اپنی چھوٹی بیٹی حسینہ کی فرمائش یاد آ گئی۔ عبداللہ نے جیسے ہی سفید گلاب کا پھول توڑا ایک گونج دار آواز سنائی دی''او بدبخت انسان میں نے مہمان سمجھ کر تیری خاطر مدارت کی، آرام سے رات بسر کرنے کے لئے انتظام کیا اور تو نے مجھے اس کا یہ صلہ دیا کہ میرے باغیچہ سے خوبصورت پھول چرا کر لے جا رہا ہے''۔ عبداللہ نے آواز کی سمت دیکھا۔ تو یہ دیکھ کر بہت خوفزدہ ہوا کہ ایک نہایت بدصورت انسان کی شکل سے مشابہہ درندہ وہاں کھڑا تھا۔

عبداللہ نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ وہ اسے معاف کر دے اس کا مقصد بہت سے پھول چرانا نہیں تھا بلکہ وہ اپنی بیٹی کی فرمائش پوری کرنے کے لئے فقط ایک سفید گلاب کا پھول لینا چاہتا تھا۔ درندے نے کہا معافی تمہیں اس صورت میں مل سکتی ہے کہ اپنی جس بیٹی کے لئے تم یہ پھول لے کر جانا چاہتے تھے وہ آ کر میرے ساتھ رہے۔ دوسری صورت میں میں تمہیں بہت سخت سزا دوں گا۔ اور ہاں یاد رکھو اگر تمہاری بیٹی تین دن کے اندر اندر میرے پاس نہ آئی تو نتائج کے ذمہ دار تم خود ہو گے۔ اگر حسینہ یہاں آنے پر رضامند ہو تو یہ انگوٹھی اس کو دے دینا۔ انگوٹھی انگلی میں پہنتے ہی وہ خود بخود یہاں آ جائے گی۔ اب تم جا سکتے ہو۔

عبداللہ پریشانی کے عالم میں گھر پہنچا اور تمام واقعہ اپنی بیٹیوں کو سنایا۔ حسینہ بولی "ابو جان! آپ وہ جادو کی انگوٹھی مجھے دیں میں اس درندے کے پاس جاؤں گی۔" یہ سن کر عبداللہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس نے کہا بیٹی میرے کیئے کی سزا تمہیں ملنے والی ہے۔ اگر چاہو تو تم جانے سے انکار کر دو۔



حسینہ نے خاموشی سے انگوٹھی لے کر انگلی میں پہن لی۔ پلک جھپکتے میں اس نے اپنے آپ کو ایک بہت خوبصورت محل میں کھڑے پایا۔ چند لمحوں بعد درندہ اس کے سامنے تھا۔ اس نے حسینہ سے کہا کہ کیونکہ کھانے کا وقت ہے اور کھانا تیار ہے اس لئے پہلے چل کر کھانا کھالیں۔ حسینہ کھانا کھا کر فارغ ہو ئی تو درندہ اس کو ایک کمرے میں لے گیا۔ اس کمرے کے دروازے پر لکھا تھا "حسینہ کا کمرہ"۔ درندے نے کہا یہ تمہارا کمرہ ہے تم اب آرام کرو بعد میں باتیں کریں گے۔



حسینہ نے کمرے میں دیکھا وہاں پر
ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔ ایک دیوار
پر انتہائی خوبصورت شیشہ لگا ہوا تھا
جس پر لکھا تھا "دنیا میں کسی جگہ کا کوئی منظر دیکھنا ہو تو صرف خواہش ظاہر کر دیں دکھا دوں گا" حسینہ نے

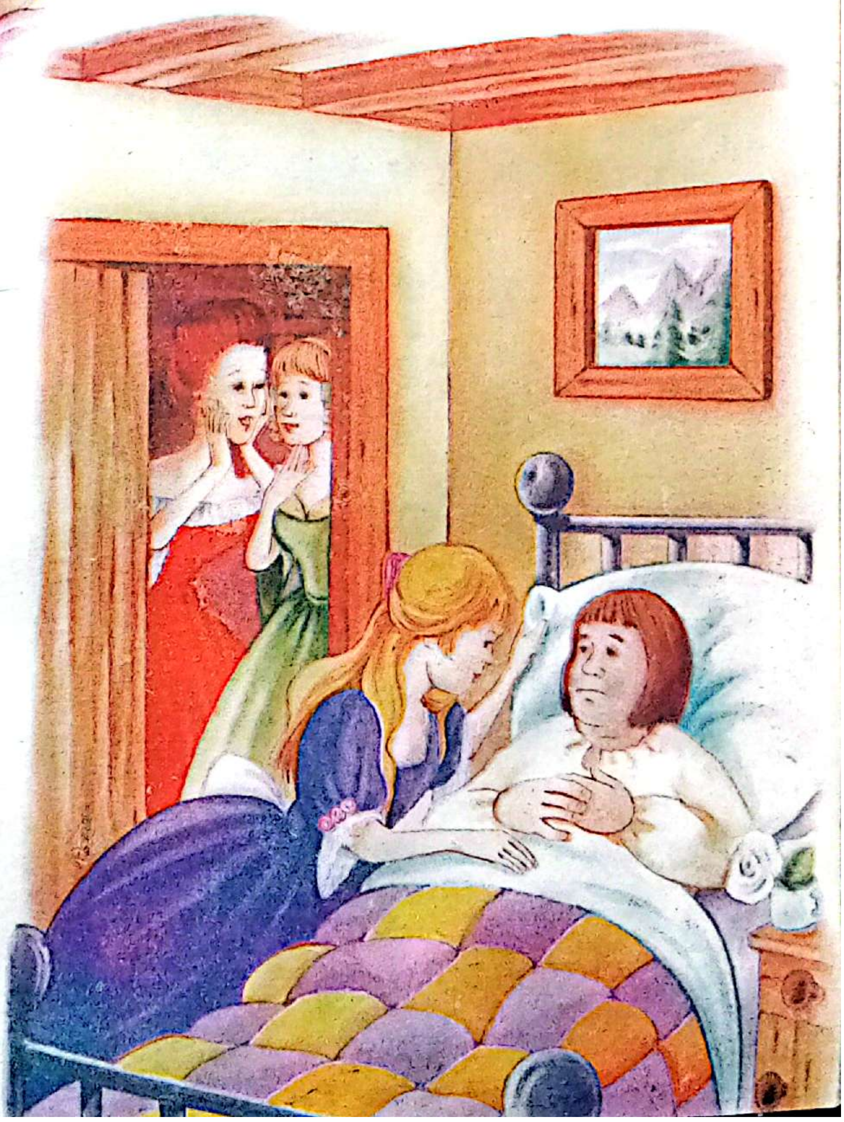


خواہش کی کہ "میں اپنے والد کو دیکھنا چاہتی
ہوں"۔ شیشے پر فوراً اس کے گھر کا منظر ابھر آیا
وہاں حسینہ کا باپ غمزدہ حالت میں بیٹھا تھا۔
چند دن گزرنے کے بعد درندے نے حسینہ
سے پوچھا بتاؤ میں تمہیں کیسا لگتا ہوں کیا تم مجھ
سے شادی کرو گی؟ اگرچہ حسینہ درندے سے
خوفزدہ تھی لیکن پھر بھی اس نے سچ بولتے ہوئے
کہا "نہیں تم بہت بدصورت ہو میں تم سے
شادی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی۔"
حسینہ کا جواب سن کر درندہ غمگین ہو گیا اور اس
نے ایک آہ بھری جس سے محل کے در و دیوار لرز
اٹھے۔ اب تو درندے کا معمول بن گیا وہ روزانہ
حسینہ سے یہی ایک سوال کرتا اور حسینہ ہر مرتبہ
اسے انکار کر دیتی۔





کچھ عرصے بعد حسینہ نے جادو کے شیشے میں دیکھا کہ اس کا باپ بہت بیمار ہے۔ حسینہ نے درندے سے کہا " مجھے اپنے بیمار باپ کی تیمارداری کے لئے جانے دو۔ درندے نے کہا ٹھیک ہے تم چلی جاؤ اور انگوٹھی اپنے پاس ہی رکھو اگر تم واپس آنا چاہو تو پہلے کی طرح انگوٹھی پہن لینا۔ حسینہ اپنے گھر آ گئی اس کو دیکھ کر عبداللہ بہت خوش ہوا۔

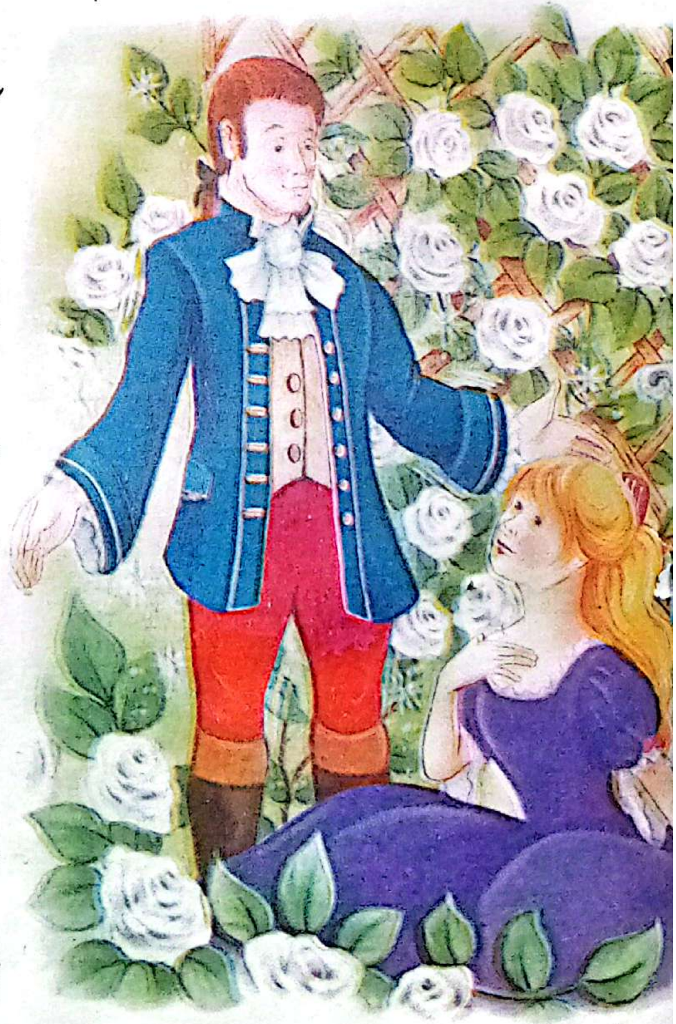


حسینہ نے اپنے باپ کی خوب خدمت کی جلد ہی عبداللہ ٹھیک ہو گیا۔ حسینہ نے جب اپنے باپ اور بہنوں کو بتایا کہ وہ اب واپس جائے گی تو اس کی بہنیں کہنے لگیں اتنی جلدی کیا ہے کچھ دن بعد چلی جانا کیونکہ حسینہ کی بہنیں اس سے حسد کی وجہ سے نہیں چاہتی تھیں کہ وہ خوبصورت محل میں آرام دہ زندگی گزارے۔



ایک دن حسینہ نے خواب میں دیکھا کہ درندہ اپنے محل کے باغ میں مردہ پڑا ہے۔ نیند سے بیدار ہونے پر وہ بے چین ہوگئی اس نے سوچا شاید وہ درندے سے پیار کرنے لگی ہے۔ حسینہ جادو کی انگوٹھی کے ذریعے فوراً محل میں پہنچ گئی وہاں اس نے دیکھا کہ واقعی درندہ اپنے باغ میں بے سدھ پڑا ہے وہ تیزی سے درندے کے قریب پہنچی اور اسے جھنجھوڑ کر بولی ” خدا کے واسطے تم مرنا نہیں۔ میں اب تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی کیونکہ میں تم سے محبت کرتی ہوں اور تمہارے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہوں۔“

ابھی حسینہ نے بات مکمل کی ہی تھی کہ زوردار آندھی آئی اور دل دہلا دینے والی آواز کے ساتھ بجلی چمکی اور جب اندھیرا ختم ہوا تو حسینہ نے دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت آدمی اس کے سامنے کھڑا ہے۔ حسینہ نے اس سے پوچھا تم کون ہو اور یہاں کیسے آئے تو آدمی بولا” دراصل ایک جادوگرنی نے جادو کے زور پر مجھے درندہ بنا دیا تھا اور یہ جادو اسی وقت ختم ہونا تھا جب کوئی خوبصورت لڑکی مجھے پسند کرتے ہوئے مجھ سے شادی پر تیار ہو جاتی میں قریب ہی کے ایک ملک کا شہزادہ ہوں۔ یہ سب سن کر حسینہ بہت خوش ہوئی۔



شہزادہ اسے لے کر اپنے ملک روانہ ہو گیا وہاں دونوں کی دھوم دھام سے شادی ہوئی اور اس شادی کی تقریب میں حسینہ کے والد عبداللہ اور اس کی بہنوں نے بھی شرکت کی۔

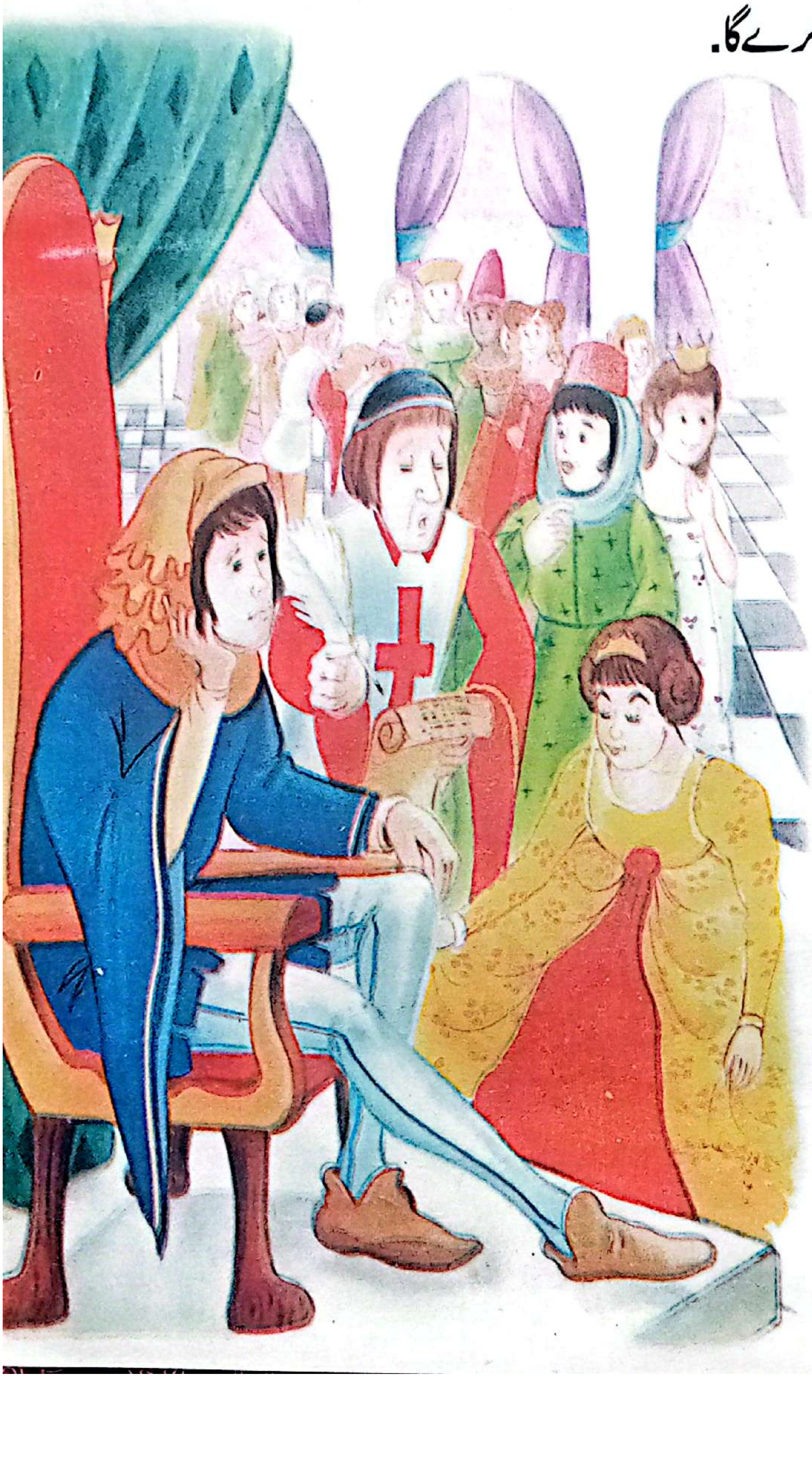
حسینہ اس سے پہلے اس قدر کبھی خوش نہیں ہوئی تھی۔ اس نے دل و جان سے شہزادے سے سچا پیار کیا اور اس کے بعد وہ دونوں اپنے گلاب کے باغ میں ہنسی خوشی رہتے رہے۔





شہزادی اور مٹر

پیارے بچو! ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کہیں دُور ملک میں ایک بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ اس کا ایک بیٹا تھا۔ ب شہزادہ جوان ہوا تو بادشاہ کو اس کی شادی کی فکر لاحق ہوئی۔ شہزادے نے شرط رکھی کہ وہ صرف اور صرف و بصورت اور حسین و جمیل شہزادی سے شادی کرے گا۔

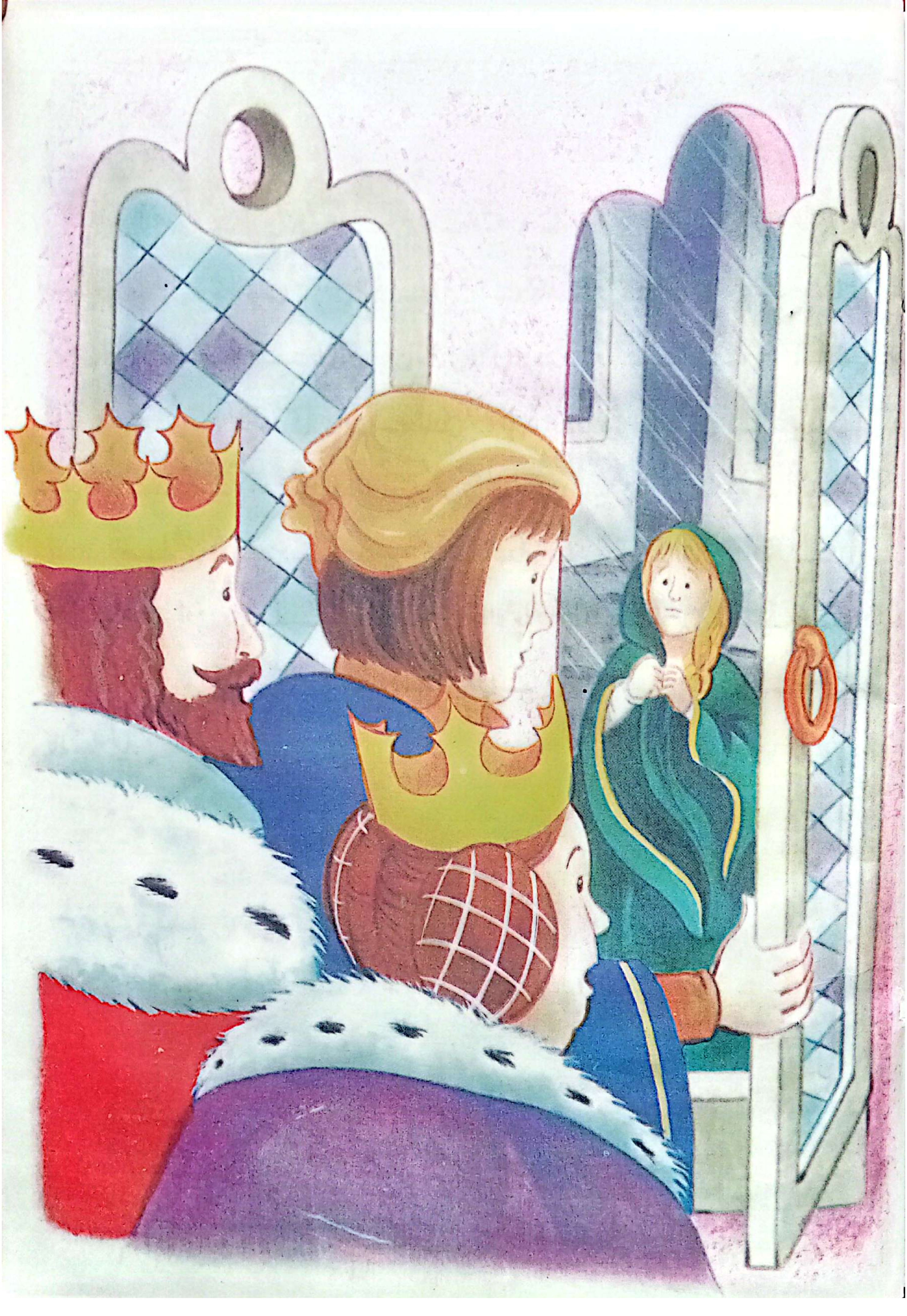


شہزادے کی خواہش کے پیشِ نظر دور و زدیک تمام ملکوں میں شہزادی کی تلاش روع ہوئی۔ لیکن کافی دن گزر جانے کے اوجود کامیابی نہ ہوئی۔ شہزادے کو ہر ہزادی میں کوئی نہ کوئی خامی نظر آتی تھی۔

کافی تگ و دو کے بعد جب کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو شہزادہ مایوس ہو گیا۔ اور اسی مایوسی کے عالم میں اس نے پنے مصاحبین کو واپس روانہ ہونے کا حکم دیا۔

ایک روز ملکہ اور بادشاہ اپنے محل میں بیٹھے شہزادے کی شادی کے بارے میں باتیں کر رہے تھے. زبردست طوفان بادوباراں تھا اتنے میں انہوں نے ہلکی دستک کی آواز سنی. شہزادے نے دروازہ کھولا تو وہ باہر دیکھ کر حیران رہ گیا وہاں ایک انتہائی خوبصورت لڑکی کھڑی تھی. اس کا لباس بارش کی وجہ سے بھیگ چکا تھا اور وہ سردی سے ٹھٹھر رہی تھی. اس لڑکی نے شہزادے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ مَیں قریب کے ملک کی شہزادی ہوں محل سے سیر کے لیے نکلی تھی کہ ساتھیوں سے بچھڑ کر اس طوفانِ بادوباراں میں پھنس گئی ہوں. مَیں کچھ وقت کے لیے اس طوفانی موسم سے پناہ لینا چاہتی ہوں. شہزادے نے ایک طرف ہٹتے ہوئے اسے اندر آنے کا راستہ دیا. ملکہ نے شہزادی کو اس کے شایانِ شان لباس دیا اور اس کی خوب خاطر تواضع کی.

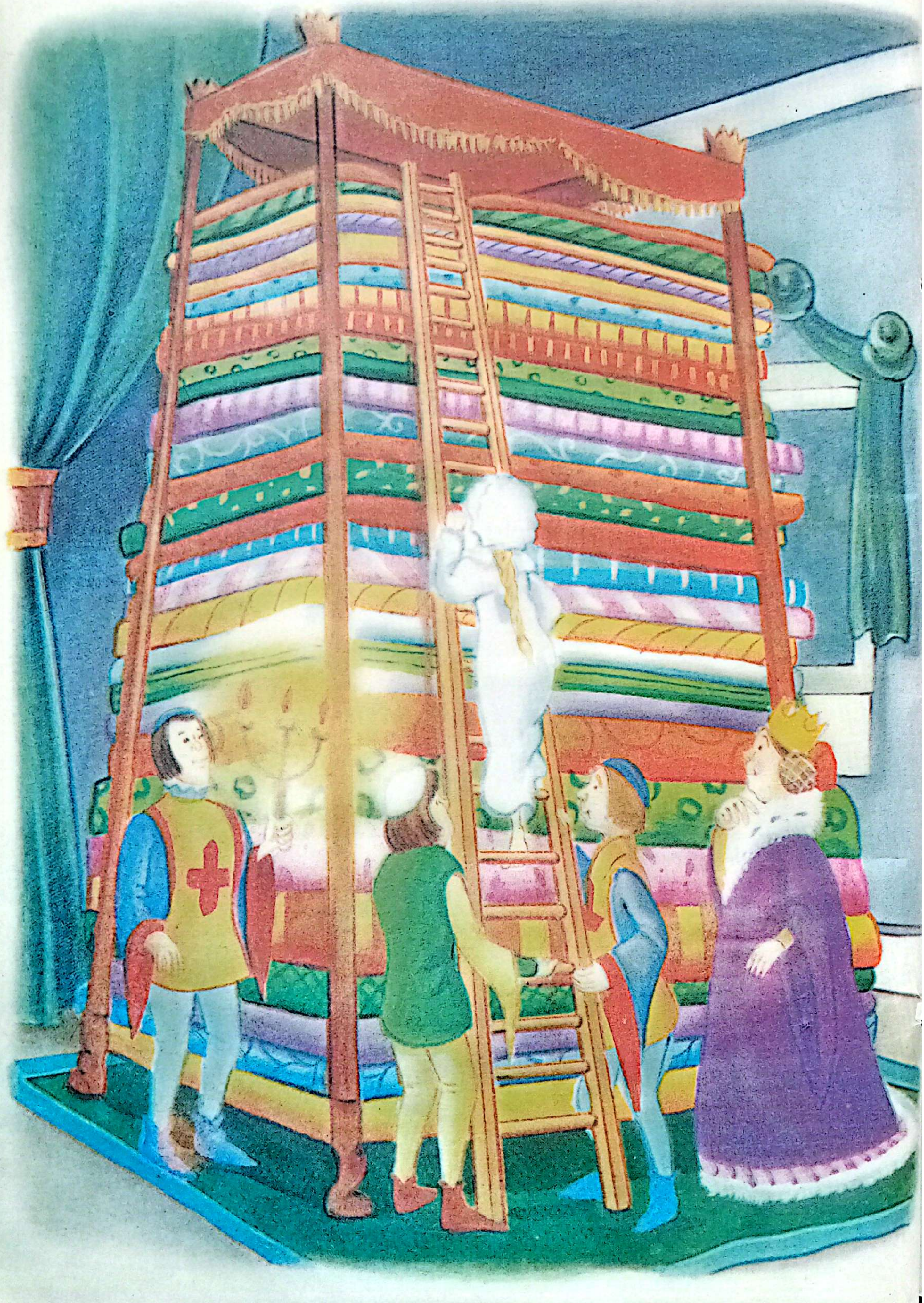




ان کاموں سے فارغ ہو کر ملکہ نے شہزادے کو علیحدہ لے جا کر کہا ''بیٹا! یہ لڑکی بہت خوبصورت ہے اور اپنے آپ کو ہمسایہ ملک کی شہزادی بتاتی ہے اگر تم اسے پسند کرو تو مَیں تمہاری اس سے شادی کی بات کروں۔'' شہزادے نے ملکہ سے کہا امی جان یہ لڑکی واقعی بہت خوبصورت ہے اور مجھے شادی کے لیے پسند بھی آ گئی ہے لیکن میں کیونکہ اصلی شہزادی سے شادی کرنا چاہتا ہوں تو مجھے کیسے یقین آئے کہ یہ واقعی شہزادی ہے۔ ملکہ نے کہا یہ سب تم مجھ پر چھوڑ دو میں تمہیں کل صبح بتا دوں گی کہ یہ لڑکی اصلی شہزادی ہے یا نہیں۔

ملکہ نے شہزادی کے سونے کی جگہ پر مٹر کا ایک دانہ رکھا اور اس کے اوپر انتہائی نرم و نازک بیس گدے بچھوائے۔ اور شہزادی کو سونے کے لیے بلا لیا۔ بستر اتنا اونچا تھا کہ اس کے اوپر چڑھنے کے لیے شہزادی کو سیڑھی استعمال کرنا پڑی۔ سیڑھی پر چڑھتے ہوئے شہزادی نے اپنی نرم و نازک طبیعت کی وجہ سے کافی ناراضگی کا اظہار کیا۔





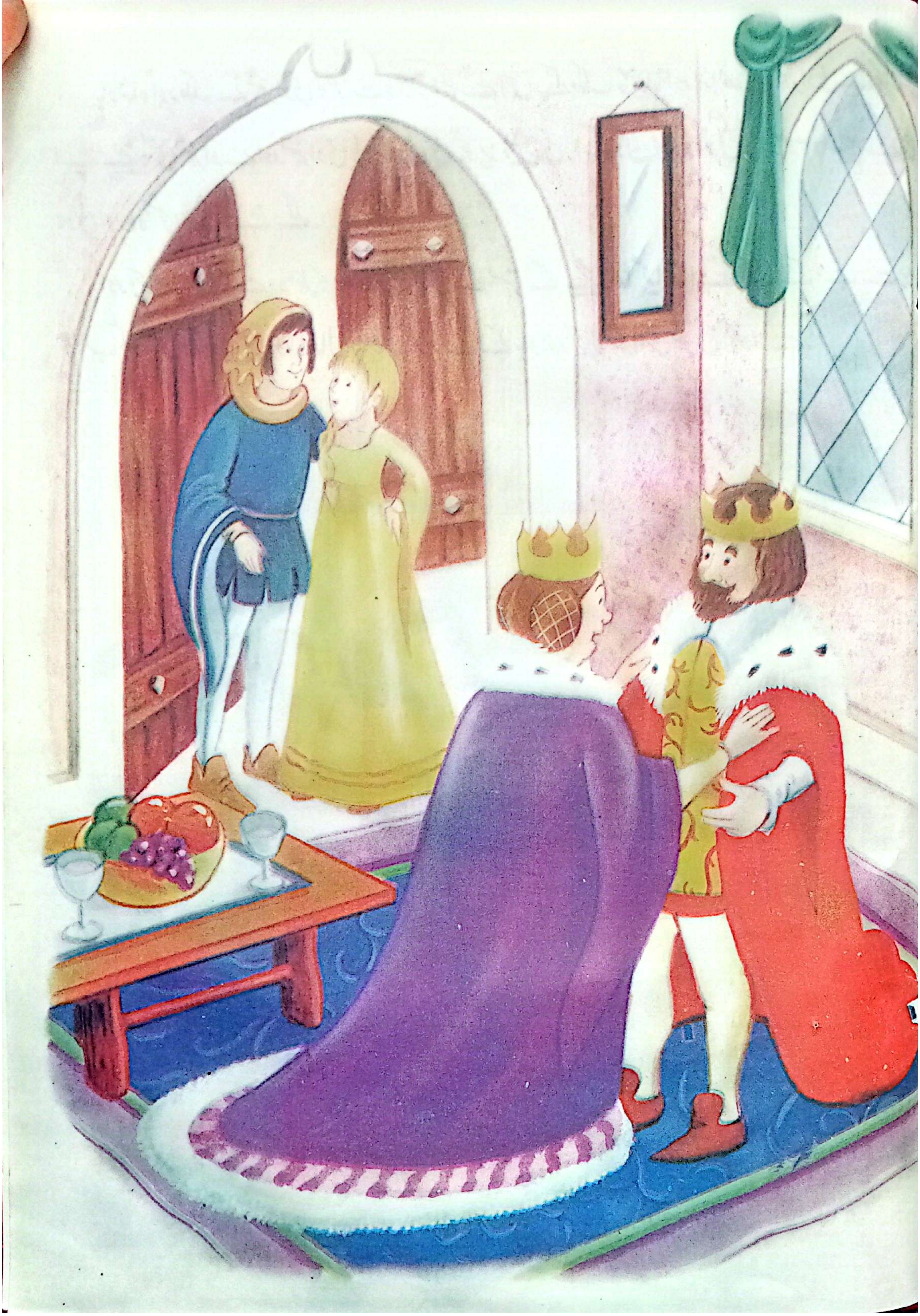
دوسرے روز صبح جب شہزادی سو کر اُٹھی تو ملکہ نے پوچھا ''شہزادی رات تمہیں نیند تو آرام سے آئی کسی قسم کی کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی۔''

شہزادی بولی ''اس محل میں میری رات انتہائی بے آرامی میں بسر ہوئی بے شک بستر تو بہت آرام دہ تھا لیکن بستر کے نیچے کوئی ایسی چیز تھی جس نے مجھے رات بھر پریشان رکھا۔ اور مَیں ٹھیک طرح سو بھی نہ سکی۔''

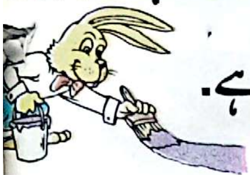
شہزادی کی بات سن کر ملکہ نے اپنے بیٹے سے کہا بے شک یہ اصلی شہزادی ہی ہے کیونکہ بیس گدوں کے نیچے ایک مٹر کے دانے نے اس کے آرام میں خلل ڈال دیا۔ یہ اس کے اصل شہزادی ہونے کا ثبوت ہے۔

یہ سن کر شہزادہ بہت خوش ہوا۔





بادشاہ اور ملکہ نے شہزادی کو عزت و احترام سے اس کے ملک پہنچایا اور ساتھ ہی شہزادی کے والد سے اپنے بیٹے یعنی شہزادے اور شہزادی کی شادی کی تجویز پیش کی۔ کچھ دن بعد دونوں کی دھوم دھام سے شادی ہوئی اور وہ ہنسی خوشی رہنے لگے۔



اور بچو آپ کو پتا ہے وہ مٹر کا دانہ جو شہزادی کے بستر کے نیچے رکھا گیا تھا اسے ملک کے سب سے بڑے عجائب گھر میں رکھ دیا گیا جو کہ سال ہا سال گزرنے کے باوجود آج بھی اسی طرح محفوظ ہے۔



